﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22

جمعۃالمبارک14اگست 2015ء

27رشوال 1436 ہجری قمری ❁ 14رظہور 1394 ہجری شمسی

شمارہ33

زندگی کی نہر

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
دوزخی آگ سے جھلس کر سیاہ ہو چکے ہوں گے۔تب اللہ فرمائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے اس کو نکال دو۔تب وہ زندگی کی نہر میں ڈالے جائیں گے اور اس طرح نشو ونما پائیں گے جس طرح سیلاب کی لائی ہوئی زرخیز مٹی میں دانہ نشو ونما پاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب تفاضل اهل الایمان حدیث نمبر: 21)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2015ء

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی احمدی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

❁......کوئی احمدی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات سے جان بوجھ کر باہر نکلتا ہے وہ احمدی ہی نہیں ہے۔❁......کامیابیاں اور فتوحات اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بننے والے وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر چلنے والے اور ہر بات کو سن کر اطاعت کرنے والے ہیں اور جماعت کی کامیابی اور ترقیات بھی اسی سے وابستہ ہیں۔❁...... پردہ کی غرض حیا ہے۔مرد اور عورت کے درمیان ایک حجاب قائم کرنا ہے۔پردہ کے مقصد کو پہچانیں۔ہم نے دنیا کی اصلاح کرنی ہے۔......................................(جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر لجنہ کی جلسہ گاہ میں مستورات سے خطاب)

❁......مسلمانوں کی مخدوش حالت کی پیشگوئی کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری بھی دی تھی کہ فتنہ وفساد کے ایسے دَور میں اللہ تعالیٰ اسلام کے احیاء اور اس کی سچی تعلیمات پھیلانے کے لئے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جسے مسیحِ موعود اور امام مہدی کے طور پر بھیجا جائے گا اور وہ اسلام کی پُرامن اور اصل تعلیمات کو تمام دنیا میں نافذ کرے گا۔وہ انسانیت کو اسلام کے حقیقی روحانی نور سے روشناس کرے گا۔❁...... حقیقی امن کے قیام کے لئے بنی نوع انسان کو اپنے خالق کی پہچان اور اس کے در پر سرنگوں کرنا ہوگا۔❁......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں جو غزوات ہوئے انہیں اپنے حقیقی تناظر میں دیکھنا چاہئے۔❁......اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفاعی جنگ کی اجازت صرف ظلم اور ناانصافی کو ختم کرنے کے لئے دی۔❁......آج خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق صرف احمدیہ جماعت ہی ہے جو کہ دنیا کو اسلام کی سچی تعلیم سے منور کر رہی ہے۔❁......ہم پختہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہوں گے اور ایک دن دنیا پر اسلام کی حقیقت کا سورج ضرور طلوع ہوگا اور ہر ملک وقوم کے افراد اس کی خوبصورت تعلیمات سمجھیں گے۔

(جلسہ سالانہ جرمنی کے دوسرے روز غیر احمدی جرمن مہمانوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب۔امن عالم سے متعلق اسلامی تعلیمات کا تذکرہ)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

6جون 2015ء بروز ہفتہ

(حصہ اوّل)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج لجنہ جلسہ گاہ میں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب تھا۔

آج لجنہ کے جلسہ گاہ میں صبح کے اجلاس کا آغاز دس بجے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی کی زیر صدارت ہوا جو دوپہر ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا۔اس سیشن میں تلاوت قرآن کریم اور اردو، جرمن زبانوں میں دو نظموں کے علاوہ تین تقاریر ہوئیں۔

پروگرام کے مطابق دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ناظمہ اعلیٰ و نیشنل صدر لجنہ جرمنی نے اپنی نائب ناظمات کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور خواتین نے والہانہ انداز میں نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

تعلیمی اعزازات حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

لجنہ کے اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ درِّ عجم لون صاحبہ نے کی اور عزیزہ ہما نورالہدیٰ شاہ صاحبہ نے ان آیات کا اردو ترجمہ پیش کیا۔اس کے بعد عزیزہ عائشہ محمود صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام

بادۂ عرفاں پلادے، ہاں پلادے آج تُو
چہرۂ زیبا دکھادے ہاں دکھادے آج تُو

خوش الحانی سے پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو اسناد عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی نے ان خوش نصیب طالبات کو میڈلز پہنائے۔

تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والی ان خوش نصیب طالبات کے نام درج ذیل ہیں:

نام طالبہ	ڈگری	حاصل کردہ نمبر
عدیلہ جاوید صاحبہ	سیکنڈ سٹیٹ ایگزیمنیشن ان ڈینٹسٹری	
مدیحہ اعوان صاحبہ	سیکنڈ سٹیٹ ایگزیمنیشن ان ٹیچنگ	سو فیصد
عمرانہ نزہت چوہدری صاحبہ	سیکنڈ سٹیٹ ایگزیمنیشن ان ٹیچنگ	91فیصد
مدیحہ رانا صاحبہ	سیکنڈ سٹیٹ ایگزیمنیشن ان ٹیچنگ	91فیصد
دُرِّ عجم لون صاحبہ	فرسٹ سٹیٹ ایگزیمنیشن ان ٹیچنگ	90فیصد
آسیہ پرویز صاحبہ	ڈاکٹر آف میڈیسن	100فیصد
حنا عزیز صاحبہ	ماسٹر آف اکنامکس (پاکستان)	94فیصد۔گولڈ میڈیلسٹ
سندس فاطمہ مرزا صاحبہ	ماسٹر آف سائنس ان کیمیکل انجنیئر نگ	GPA 3.7 out of 4

عمرانہ صباحت احمد صاحبہ	ماسٹر آف سائنس ان ٹیکنیکل بیالوجی	91فیصد
عالیہ حنا ملک صاحبہ	Magister Artium in Ethnology	91فیصد
زنوبیہ عفت صاحبہ	ماسٹر ان ٹرانسلیشن (سپین)	91فیصد
ثناء بھٹی احمد صاحبہ	ماسٹر آف آرٹس ان انٹرنیشنل بزنس ایڈمنسٹریشن اینڈ فارن ٹریڈ	90فیصد
عطیہ ظفر صاحبہ	ماسٹر آف سائنس ان مینجمنٹ اینڈ مارکٹنگ	88فیصد
امتہ الرفیق اٹھوال صاحبہ	ماسٹر آف سائنس ان فنانس اینڈ اکاؤنٹنگ	87فیصد
Gati کلیم صاحبہ	ماسٹر آف سائنس ان مینجمنٹ اینڈ فنانس	87فیصد
عائشۃ البشریٰ ملک صاحبہ	ماسٹر آف سائنس ان پراسیس اینڈ کیمیکل انجینئر نگ	85فیصد
تسمیہ کھوکھر صاحبہ	ماسٹر آف سائنس ان انجینئر نگ بائیومیڈیکل	85فیصد
فائزہ فیروزہ صاحبہ	ماسٹر آف سائنس ان سوشیالوجی (پاکستان)	GPA 3.6 out of 4
شائستہ عندلیب صاحبہ	ماسٹر آف فلاسفی ان فزکس (پاکستان)	GPA 3.32 out of 4
نبیلہ رؤف ناز صاحبہ	ماسٹر آف فلاسفی ان analytical کیمسٹری (پاکستان)	GPA 3.30 out of 4
مسرت صباء صاحبہ	ماسٹر آف کامرس (پاکستان)	GPA 3.70 out of 4
شازیہ نصیر صاحبہ	ماسٹر آف فلاسفی ان فزیکل کمسٹری (پاکستان)	GPA 3.37 out of 4
بشریٰ نیاز صاحبہ	ماسٹر آف فلاسفی ان ایجوکیشن (پاکستان)	GPA 3.34 out of 4
فرحت بانو رانا صاحبہ	ماسٹر آف سائنس ان فزکس (پاکستان)	888 points out of 1200
شازیہ شفیق صاحبہ	ماسٹر آف سائنس ان فزکس (پاکستان)	78فیصد
صبیحہ ناز قریشی صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان ورلڈ بزنس سٹڈی	95فیصد
صائمہ الیاس صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان بزنس ایڈمنسٹریشن	93فیصد
ثوبیہ محی الدین صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان کمپیوٹر سائنس	91فیصد
Miss Svea Grafe	بیچلر آف آرٹس ان انگلش	90فیصد
ماریہ شعیب صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان سوشل سائنس	89فیصد
مدیحہ الیاس صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان سائیکالوجی	89فیصد
انیلہ احمد صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان لینگویج اینڈ کلچرل سائنس	89فیصد
ملیحہ محمود صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان آن لائن جرنلزم	89فیصد
انعم قمر صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان لینگویج، لٹریچر اینڈ کلچر	89فیصد
انعم احمد صاحبہ	بیچلر آف سائنس ان یورپین پبلک ہیلتھ	89فیصد
مائدہ احمد صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان ایجوکیشنل سائنس	88فیصد
قرۃ العین انور صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان بزنس ایڈمنسٹریشن	88فیصد
نورین مہر واحمد صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان میڈیکل کمپیوٹر سائنس	87فیصد
مدیحہ احمد صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان انٹرنیشنل ہیومن ریسورسز اینڈ مینجمنٹ آرگنائزیشن	87فیصد
رضوانہ انجم رؤف صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان اسلامک ریلیجن	87فیصد
نداء الناصر احمد Mutter صاحبہ	بیچلر آف آرٹس ان ایجوکیشنل سائنس	86فیصد
انیلہ احمد صاحبہ	بیچلر ان میکینکل انجینئر نگ	85فیصد
سدرہ یونس صاحبہ	بیچلر آف سائنس ان ایرونیٹکل انجینئر نگ (دبئ)	GPA 2.96 out of 4
ملیحہ ارم صاحبہ	بی ایس آنرز ان مائیکرو بائیولوجی اینڈ مالیکیولر جنیٹکس (پاکستان)	پنجاب یونیورسٹی
نوید الفلاح احسن صاحبہ	بی ایس فوڈ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (پاکستان)	GPA 3.94 out of 4
فروہ یوسف صاحبہ	آبی ٹور	100فیصد
سندس حنا احمد صاحبہ	آبی ٹور	99فیصد
نادیہ محمود چیمہ صاحبہ	آبی ٹور	99فیصد
ردا احمد صاحبہ	آبی ٹور	97فیصد
گلشن شہزادی ساجد صاحبہ	آبی ٹور	94فیصد
عمارہ احمد صاحبہ	آبی ٹور	93فیصد
ثمرین جاوید ڈار صاحبہ	آبی ٹور	93فیصد
باسمہ رانا صاحبہ	ایڈوانس کالج انٹرنس کوالیفیکیشن	99فیصد
انعم خان صاحبہ	ایڈوانس کالج انٹرنس کوالیفیکیشن	97فیصد
بشریٰ اقبال صاحبہ	او۔لیول	99فیصد
فاخرہ شاہین ملک صاحبہ	او۔لیول	97فیصد

مستورات سے خطاب

تقریب تقسیم ایوارڈز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجلاس کے آخر میں تلاوت کی گئی آیات کے حوالہ سے خصوصیت سے اطاعت کے مضمون کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے احکامات کو قرآن کریم میں نازل فرما کر پھر آج تک انہیں محفوظ بھی رکھا ہوا ہے۔ اور یہ بھی فرمادیا کہ ہر زمانے کے لئے یہ احکامات ہیں۔ پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیج کر ان احکامات کو کھول کر ہمارے لئے مہیا کرنے کے سامان بھی پیدا فرما دیئے اور پھر خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ کر کے ہمیں جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرنے، اس کی اطاعت کرنے کی طرف توجہ دلانے کے سامان پیدا کئے وہاں یہ بھی فرما دیا کہ اس اطاعت کی وجہ سے تم ہمیشہ خلافت کے انعام سے بھی فیضیاب ہوتے رہو گے۔ تمہاری اکائی اور طاقت بھی قائم رہے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے چلے جانے والے رہو گے۔ پس اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ میں جماعت کا ممبر ہوں، جماعت احمدیہ میں شامل ہوں اور خلافت احمدیہ کو مانتی ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود سمجھتی ہوں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کا کامل جوا اپنی گردن پر ڈالنا ہوگا۔ کامل اطاعت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کوئی احمدی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات سے جان بوجھ کر باہر نکلتا ہے وہ احمدی ہی نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتوں پر عمل نہیں تو احمدی ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹ ہے۔ احمدیت تو ہے ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم اور ہر قول پر عمل کی حتی المقدور کوشش اور کامل اطاعت کا نام۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کامیابیاں اور فتوحات اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بننے والے وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر چلنے والے اور ہر بات کو سن کر اطاعت کرنے والے ہیں اور جماعت کی کامیابی اور ترقیات بھی اسی سے وابستہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مذہبی تعلیم کے ایک غیر مسلم پروفیسر کے اس سوال پر کہ آپ عورتوں کو مَردوں کے ساتھ ڈانس، گانے اور کلبوں میں جانے پر پابندی کیوں لگاتے ہیں بصیرت افروز تبصرہ فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حکمت ہے اور ہر حکم جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہمارے فائدے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض پابند کرنے والے احکامات اگر عورتوں کو دیئے ہیں تو ان کے فائدے کے لئے ہی دیئے ہیں اور صرف عورتوں کو ہی پابند نہیں کیا گیا بلکہ مَردوں کو بھی پابند کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ جب اپنی اطاعت کا اور اپنے رسول کی اطاعت کا حکم دیتا ہے تو ہمیں تباہی سے بچانے کے لئے حکم دیتا ہے۔ پس ایک حقیقی احمدی کو بڑی کوشش سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور اسی میں ہماری زندگی اور بقا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو آج سے دس سال پہلے جماعت کی پہچان اس ملک میں تھی اس سے دس بیس گنا زیادہ پہچان ہے۔ پڑھے لکھے طبقے میں ہماری بات کا جواب وزن ہے اس سے پہلے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پس قوموں کی ترقی اسی طرح منزلیں طے کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر چڑھنے والا دن ہمیں اس ترقی کی منزل دکھاتا ہے۔ پس کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے کی ہر احمدی عورت اور مرد کو کوشش کرنی چاہئے اور اسی کی ضرورت ہے تا کہ ہم کامیابی کی منزلوں کو جلد سے جلد حاصل کرنے والے بن سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جتنا زیادہ کوئی خدا تعالیٰ کی طرف جھکے گا، اسے یاد کرے گا، اتنا ہی اس کے دل کو اطمینان نصیب ہوگا۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی تسکین قلب عطا کرتی ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ اس معاشرہ کے اثر میں آ کر ہم اطاعت سے باہر نکل کر پھر بے سکون زندگی کا تجربہ کریں پہلے ہی خدا تعالیٰ کی بات مان کر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس دنیا کی بے حیائیوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیں جس نے آزادی کے نام پر عورتوں کو ننگا کر دیا ہے۔ جس نے آزادی کے نام پر مَردوں کو دین اور خدا سے باغی کر دیا ہے۔ جس نے آزادی کے نام پر حیا اور بے حیائی کی تمیز مٹا دی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مَیں یہاں نئی آنے والی احمدی عورتوں سے بھی کہتا ہوں کہ پردہ کی غرض حیا ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان ایک حجاب قائم کرنا ہے۔ اپنے آپ کو مَردوں کی غلط نظروں سے محفوظ رکھنا ہے۔ اس لئے صرف بال ڈھانک کر اور نیچے تنگ لباس پہن کر یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم آپ کی حیا کو قائم کرنا ہے۔ اسی طرح پاکستانی عورتوں کو بھی بہت زیادہ اپنے بالوں کی نمائش کی عادت ہے۔ وہ اپنے سر کی اوڑھنیوں کو ٹھیک کریں۔ پردہ کے مقصد کو پہچانیں۔ ہم نے دنیا کی اصلاح کرنی ہے۔ ہمیں چاہے جو کچھ بھی کوئی کہے ہم نے اپنی تعلیم سے پیچھے نہیں ہٹنا کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارا دین ہمیں کیا کہتا ہے۔

☆حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا مکمل متن حسبِ طریق علیحدہ شائع ہوگا۔

☆حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بجکر 25 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ اس کے بعد ممبرات لجنہ اور ناصرات کے مختلف گروپس نے عربی، اردو، جرمن، سپینش، ترکی، انگلش، بنگلہ، کشمیری اور پنجابی زبان میں نظمیں اور ترانے پیش کئے۔

☆ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کم عمر والے بچوں کی مارکی میں بھی تشریف لے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے درمیان پا کر خواتین اور بچوں کی خوشی دیدنی تھی۔ اس مارکی میں بھی پیارے آقا کی خدمت میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے گئے۔

☆ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دو بجے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 362

مکرم مراد بولاہمی صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم مراد بولاہمی صاحب آف تیونس کے احمدیت کی طرف سفر کا ایک حصہ بیان کیا تھا۔اس قسط میں ان کے اس سفر کے باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔انہوں نے ذکر کیا تھا کہ احمدیت کی صداقت کے اعتراف کے بعد مسجد سے غیر حاضری کی بناء پر ان کے خیرخواہ دوست متعدد بار ان سے ملنے آئے اور گالی گلوچ بھی کی۔اس کے بعد وہ بیان کرتے ہیں:

کونسا عمل درست ہے؟

بالآخر میرے دوست ایک مولوی صاحب کو لے کر میرے گھر آ دھمکے۔اس مولوی صاحب نے آتے ہی لمبی تقریر کی اور فلسفیانہ انداز میں نہ جانے کیا کیا کہتا رہا۔اس کی باتیں میرے سر کے اوپر سے گزر گئیں۔اُکتا کر میں نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تم اس جماعت کے کسی فرد کے ساتھ بات کرو تا دلائل کا جواب دلائل سے دیا جائے۔اس نے آمادگی کا اظہار کیا تو وفات مسیح کے مسئلہ پر اس مولوی اور ایک احمدی کے مابین گفتگو کا وقت طے پا گیا۔

وقت مقررہ پر اس گفتگو کا آغاز ہوا۔احمدی دوست کے دلائل اس قدر مضبوط تھے کہ انہیں سن کر مولوی صاحب کے چہرہ پر پریشانی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔بالآخر انہوں نے متکبرانہ لہجے میں نفسانی جوش کا سہارا لیتے ہوئے گرجنا شروع کر دیا جس کا مطلب بڑا واضح تھا کہ اب ان کے پاس کوئی دلیل باقی نہیں رہی۔احمدی دوست کا موقف دلیل اور حق پر مبنی تھا۔اس کے باوجود اس کی طرف سے کسی منفی ردّعمل کا اظہار نہ ہوا جبکہ دلیل نہ ہونے کے باوجود مولوی صاحب کا ردّعمل بہت سخت اور قابلِ نفرین تھا۔

میرا خیال تھا کہ اس گفتگو کے بعد اب میرے مزعومہ خیرخواہ دوبارہ میرے پاس نہیں آئیں گے لیکن دوسرے ہی روز وہ پھر آ گئے اور گزشتہ روز کی باتوں پر تبصرہ کرنے لگے۔میں نے انہیں جماعت کے ردّعمل کے بارہ میں بتایا کہ وہ کس قدر اعلیٰ تھا۔اسی سیاق میں مَیں نے لاہور کی احمدیہ مساجد پر دہشتگردوں کے حملے اور احمدی شہداء کے واقعہ کا ذکر کر کے کہا کہ جماعت اپنے عقیدہ کی حفاظت کے لئے جانوں کی قربانی پیش کر رہی ہے اور کسی قسم کا منفی ردّعمل نہیں دکھاتی۔اس کے برعکس آپ اپنا رویہ دیکھ لیں پھر بتا دیں کہ کونسا عمل درست اور اسلامی تعلیم کے مطابق ہے؟

کمزوری اور ندامت

اتنا کچھ ہونے کے باوجود انہوں نے میرا پیچھا نہ چھوڑا اور تین ماہ کی مسلسل کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ میں کمزوری کا شکار ہو گیا اور دوبارہ ان کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرنے لگ گیا۔لیکن اس دوران میری اپنے نفس کے ساتھ اندرونی جنگ جاری رہی۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں جماعت سے تو پہلے ہی منقطع ہو چکا تھا اب مسجد سے بھی رابطہ ٹوٹ گیا۔شیطان مجھ پر غالب آ گیا اور جماعت سے کنارہ کشی کی مجھے یہ سزا ملی کہ نمازوں میں بھی باقاعدگی نہ رہی۔نیز میں دنیاداری کی طرف مائل ہو گیا۔جب بھی میں کوئی غلطی کرتا یا ارتکابِ معصیت کا احساس ہوتا تو میرا نفس مجھے ملامت کرتا اور دل میں صراط مستقیم پر چلنے کی خواہش پیدا ہونے لگتی لیکن مجھے ایسے محسوس ہوتا جیسے کوئی مجھے ہدایت کی راہوں پر چلنے سے روکتا ہے۔ایسی صورتحال میں اکثر میں اپنے گھر کی چھت پر جا کر خدا کے حضور روتا اور اس کی مدد و نصرت کے لئے دعائیں کرتا۔

رجوع کا فیصلہ اور الٰہی مدد

دوسال تک اسی ڈگر پر چلنے کے بعد میں نے دوبارہ باقاعدگی سے نماز ادا کرنے کا عہد کیا۔اس عرصہ میں گو کہ سلیم اور دیگر احمدیوں سے تو میرا رابطہ منقطع رہا لیکن ایم ٹی اے سے میرا رابطہ کبھی نہ ٹوٹا۔بالآخر میں نے جماعت کی طرف دوبارہ لوٹنے کا پختہ عزم کیا۔

میں ان دنوں میں ڈرائیور کے طور پر نوکری کر رہا تھا۔یہ عزم کر کے جب نکلا تو اچانک احمدی دوست ''سلیم'' سے میری ملاقات ہوگئی۔اس نے ملتے ہی رابطہ نہ رکھنے کا شکوہ کیا۔میں تو پہلے ہی فیصلے کر چکا تھا ایسے میں سلیم سے ملاقات میرے لئے کسی مضبوط اشارے سے کم نہ تھی لہٰذا میں نے فوراً کہا کہ مجھے بیعت کا طریق بتائیں۔انہوں نے میرا فون نمبر لے لیا اور جلد رابطہ کرنے کا وعدہ کیا۔

بیعت اور شرائط بیعت پر عمل

میں بے چینی سے اس کی کال کا انتظار کرنے لگا لیکن کئی دن گزر جانے کے باوجود اس کا فون نہ آیا۔میں گو کام میں مصروف تھا لیکن سلیم کی خاموشی کی وجہ سے سخت پریشان تھا۔ایسے میں ایک بار پھر سرِ راہ میری اس سے ملاقات ہوگئی۔میں نے فوراً اسے پکڑ کر اپنے ٹرک میں بٹھایا اور دروازہ بند کر کے کہا کہ جب تک میری بیعت کی کارروائی پوری نہیں ہوجاتی آپ کی آزادی ممکن نہیں ہے۔لہٰذا مجھے ابھی بیعت کرنے کے لئے لے چلیں۔جب انہوں نے میری حالت اور میرا اصرار دیکھا تو میرے ساتھ ہو لئے اور بفضلہٖ تعالیٰ اسی روز مجھے بیعت کرنے کی توفیق مل گئی۔

بیعت کے بعد مجھے ذہنی و قلبی اطمینان نصیب ہوا۔شرائط بیعت پر غور کرنے کے بعد حالت عُسر و یُسر میں سچ پر کاربند رہنے کی کوشش کرنے لگا۔**میں سریع الغضب تھا لیکن شرائط بیعت میں مذکور بنی نوع انسان کی ہمدردی کا عہد ہمیشہ مدنظر رکھنے کی وجہ سے بہت حد تک مجھے اپنی اس کمزوری پر قابو پانے کا موقعہ ملا۔**

جذبۂ خدمت

سلیم نے مجھے تیونس میں جماعت کے بارہ میں جو کچھ بتایا اسے سن کر اور بعد میں دیکھ کر میرے ایمان میں اضافہ ہوا۔آخر میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ میرے اہل خانہ کو بھی اس حق کو پہچاننے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

مکرم کمال طالب صاحب

مکرم کمال طالب صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق الجزائر کے امازیغی قبیلہ سے ہے۔میری پیدائش 1983 میں ہوئی۔میں الجزائر کے قبائلی پہاڑی علاقوں میں پلا بڑھا۔ابتدائی تعلیم اسی دیہی علاقے میں حاصل کی، پھر الجزائر میں خانہ جنگی کی بناء پر 1997 میں ہمارے خاندان کو الجزائر کے مغربی علاقے میں منتقل ہونا پڑا اور وہاں پر مشکل حالات کی وجہ سے میں اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکا۔

اسیرِ روایات یا پابندِ دین!

ہمارے قبائلی معاشرے پر صدیوں سے اسلامی تعلیمات کی چھاپ تھی۔اسی کا اثر تھا کہ اسلامی تعلیمات سے دُور ہونے کے باوجود میرے خاندان میں رسم اور عادت کے طور پر روزہ رکھنا بہت عام تھا، بلکہ اس کا بہت اہتمام کیا جاتا تھا گو روزہ رکھنے والے بے نمازی ہی رہتے تھے۔

اسی طرح ہمارے معاشرے میں طلاق حقیقت میں اَبْغَضُ الْحلال تصور ہوتی ہے۔لہذا ہمارے رشتہ داروں میں دور دور تک کہیں بھی طلاق کا نام و نشان نہیں ملتا۔لیکن اس کا سبب اسلامی تعلیم پر سختی سے عمل نہیں بلکہ اس تعلیم کا عادت میں تبدیل ہو جانا ہے۔اب ہمارے معاشرے میں اگر کوئی نماز نہیں پڑھتا یا دیگر شعائر دین نہیں بجالاتا تو اس پر کوئی تنقید نہیں ہوتی، لیکن اگر اس نے بأمرِ مجبوری طلاق دے دی تو اس سے برا کوئی آدمی متصور نہ ہوگا۔

اس بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ میرا خاندان متدیّن نہ تھا۔ہاں یہ کہنا چاہئے کہ وہ اپنی خاندانی اقدار کا محافظ تھا۔

اسلامی تعلیمات پر عمل کا جوش

مجھے اسلامی تعلیمات سے کسی قدر آشنائی اس وقت ہوئی جب میری عمر 23 سال ہوگئی۔میں نے دینی جوش میں نمازیں پڑھنی شروع کیں لیکن زیادہ دیر اپنی حالت پر قائم نہ رہ سکا۔چارسال کے بعد 2007ء میں ٹی وی چینلز کے ذریعہ مجھے ایک مصری مولوی کا پتہ چلا۔میں اس قدر اس کا مداح ہو گیا کہ اس کے لیکچرز کی سی ڈیز خرید خرید کر اور ٹی وی چینلز کے ذریعہ اس کے پروگرام دیکھ دیکھ کر استفادہ کرنے لگا۔اس مولوی کے وعظ سن کر میں نے کئی برائیاں ترک کیں۔چند ماہ تک تو یہ سلسلہ چلتا رہا پھر ایسے لگا جیسے اس مولوی اور ان جیسے دیگر علماء کی باتوں کا مجھ پر اثر ہونا بند ہو گیا۔شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ میں نے جب خود قرآن پڑھنا شروع کیا تو مولوی حضرات کی بعض تفسیرات اور خیالات کو قرآنی صریح نصوص سے متصادم پایا جس کے بعد میری رائے بدلنا شروع ہو گئی اور میں جتنی جلدی ان مولویوں سے متاثر ہوا تھا اتنی جلدی ہی ان سے دور ہو گیا۔

جماعت سے تعارف

ایسی صورتحال میں ایک روز چینل بدلتے ہوئے ایم ٹی اے لگ گیا اور الحوار المباشر کے عیسائیت کے بارہ میں ایک پروگرام کے ذریعہ میرا تعارف جماعت احمدیہ سے ہو گیا۔ایم ٹی اے پر دجال کے بارہ میں ایک چھوٹی سی فلم دیکھی جس نے بہت متاثر کیا۔

اس وقت مجھے جماعت کی عربی ویب سائٹ کا علم نہ تھا اور میں بعض مشکلات کی بناء پر کبھی کبھی ہی ایم ٹی اے دیکھ سکتا تھا۔ابھی تک مجھے جماعت کے بارہ میں صرف اتنا علم تھا کہ یہ بھی دیگر مذہبی جماعتوں کی طرح ایک جماعت ہے۔ابھی تک نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ یہ امام مہدی کی جماعت ہے، نہ ہی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تھی۔میرا دھیان اس چینل پر پیش کی جانے والی اعلیٰ درجہ کی سوچ، عقل و منطق سے ہم آہنگ افکار، اور دین کی حقیقی روح کو پیش کر کے ہر اعتراض کا جواب دینے والی صحیح اسلامی تعلیم پر تھا۔یہی نہیں بلکہ اس تعلیم کو پیش کرنے والے احباب کرام اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔مجھے اسلامی تعلیمات اور اس پر عمل کا یہ حسین نمونہ نہایت اچھا لگا۔میں ایم ٹی اے تو دیکھتا ہی تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیگر دینی چینلز کے پروگرامز بھی دیکھتا تھا۔

مخالفت قریب لے آئی

ایک روز میں نے ایک چینل پر ایک مشہور مولوی کو جماعت احمدیہ اور ایم ٹی اے کے خلاف بولتے اور اسے کافر قرار دیتے ہوئے سنا۔مجھے مولوی صاحب کی ہرزہ سرائی اور شدید مخالفت کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔مولوی صاحب کے اندھادھند فتاویٰ تکفیر نے مجھے جماعت کے بارہ میں سنجیدگی سے تحقیق کرنے پر مجبور کر دیا۔محض چند دنوں کی تحقیق نے مجھے اس یقین پر قائم کر دیا کہ یہ جماعت سچی ہے۔

مفتری اور ایسی تائید؟!

اس کے بعد میں نے جماعت کی نیک نامی اور صداقت کا ذکر اپنے بعض رشتہ داروں سے کیا تو میرا ایک رشتہ دار میرے راستہ کی دیوار بن گیا۔اس نے جماعت کی تکفیر کرنے کے علاوہ مختلف طریقوں سے مجھے بہت تکلیف پہنچائی اور میرے اہل خانہ کو بھی میرے خلاف بھڑکایا۔جماعت کے بارہ میں کم علمی کی وجہ سے مجھے بہت سے اعتراضات کا جواب تو سجھائی نہ دیتا تھا لیکن میرے اندر سے یہ آواز اٹھتی تھی کہ اگر مرزا غلام احمد صاحب مفتری ہوتے تو ایسے اعلیٰ روحانی نکاتِ معرفت کہاں سے لا سکتے تھے جن کے بارہ میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ خدا کی خاص عطا ہیں۔کیا خدا نے اسلامی تعلیمات کی روح اور عظمت سے ایک مفتری کو تو آگاہ کر دیا اور بڑے بڑے نام نہاد علماء کو اس سے محروم رکھا؟!

بیعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کا مقصد تو انسانوں کو روحانی معارف سکھا کر اور ان کا تزکیہ کر کے آسمانِ روحانی کے پرندے بنانا ہے۔اور یہ کہ احمدیت سے تعارف سے قبل تو میں اندھیروں میں تھا اور جماعت سے تعارف کے بعد جیسے ایک روشن سورج چڑھ آیا ہے۔اس نتیجہ پر پہنچ کر میں نے لوگوں کی باتوں کی پرواہ کئے بغیر محض لِلّٰہ 2009ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔بیعت کے بعد سے لے کر اب تک شرائط بیعت پر عمل کی کوشش کر رہا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

........................(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

28 London Rd, Morden SM4 5BQ

0044 20 3609 4712

تاریخ احمدیت سے ایک ورق

آج سے 75 سال قبل

مجلس انصار اللہ کا قیام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک اور رہنمائی میں دسمبر 1922ء سے عورتوں کی تربیت کے لئے لجنہ اماء اللہ اور جنوری 1938ء سے نوجوانوں کی تربیت کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیمیں قائم تھیں اور بہت جوش وخروش سے اپنی تربیتی ذمہ داریاں ادا کر رہی تھیں اور ان کی وجہ سے جماعت میں خدمت دین کا ایک خاص ماحول پیدا ہو چکا تھا۔ مگر ایک تیسرا طبقہ ابھی ایسا باقی تھا جو اپنی پختہ کاری، لمبے تجربہ اور فراست کے اعتبار سے اگرچہ سلسلہ احمدیہ کی بہترین خدمات بجا لا رہا تھا۔ مگر کسی مستقل تنظیم سے وابستہ نہ ہونے کے باعث قوم کی اجتماعی تربیت میں پورا حصہ نہیں لے سکتا تھا۔ حالانکہ اپنی عمر اور اپنے تجربہ کے لحاظ سے قومی تربیت کی ذمہ داری براہ راست اسی طبقہ پر پڑتی تھی۔ علاوہ ازیں خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں کے اندر خدمت دین کے جوش کا تسلسل قائم رکھنے کے لئے بھی ضروری تھا کہ جب جوانی کے زمانہ کی دینی ٹریننگ کا دور ختم ہو اور وہ عمر کے آخری حصہ میں داخل ہوں تو وہ دوبارہ ایک تنظیم ہی کے تحت اپنی زندگی کے بقیہ ایام گزاریں اور زندگی کے آخری سانس تک دین کی نصرت وتائید کے لئے سرگرم عمل رہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو ’’مجلس خدام الاحمدیہ‘‘ کی بنیاد رکھتے وقت بھی اس اہم ضرورت کا شدید احساس تھا مگر حضور چاہتے یہ تھے کہ پہلے مجلس خدام الاحمدیہ کی رضاکارانہ تنظیم کم از کم قادیان میں اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے تو بتدریج کوئی نیا عملی قدم اٹھایا جائے۔ چنانچہ دو اڑہائی سال کے بعد جبکہ یہ مجلس حضور کی تجویز فرمودہ لائنوں پر چل نکلی اور نوجوانوں نے رضاکارانہ طور پر حضور کے منشاء مبارک کے مطابق کام کرنے کا پوری طرح اہل ثابت کر دکھایا تو حضور نے 26 جولائی 1940ء کو اعلان فرمایا کہ:

’’آج سے قادیان میں خدام الاحمدیہ کا کام طوعی نہیں بلکہ جبری ہوگا۔ ہر وہ احمدی جس کی پندرہ سے چالیس سال تک عمر ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پندرہ دن کے اندر اندر خدام الاحمدیہ میں اپنا نام لکھا دے۔‘‘ اور خدام الاحمدیہ کو یہ ارشاد فرمایا کہ:

’’ایک مہینہ کے اندر اندر خدام الاحمدیہ آٹھ سے پندرہ سال کی عمر تک کے بچوں کو منظّم کریں۔ اور اطفال احمدیہ کے نام سے ان کی ایک جماعت بنائی جائے اور میرے ساتھ مشورہ کر کے ان کے لئے مناسب پروگرام تجویز کیا جائے‘‘۔

اس اعلان کے ساتھ ہی حضور نے چالیس سال سے اوپر کے احمدیوں کی ایک مستقل تنظیم کی بنیاد رکھی جس کا نام ’’مجلس انصار اللہ‘‘ تجویز فرمایا اور فی الحال قادیان میں رہنے والے اس عمر کے تمام احمدیوں کی شمولیت اس میں لازمی اور ضروری قرار دی۔ انصار اللہ کی تنظیم کا عارضی پریذیڈنٹ مولوی شیر علی صاحب کو نامزد فرمایا اور ان کی اعانت کے لئے مندرجہ ذیل تین سیکرٹری مقرر فرمائے۔

1۔ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے۔
2۔ حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے۔
3۔ حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب۔

اس موقعہ پر حضرت امیر المومنین نے مجلس انصار اللہ کی نسبت بعض بنیادی ہدایات بھی دیں جن کا تذکرہ حضور ہی کے الفاظ میں کیا جانا چاہئے۔ حضور نے فرمایا:۔

’’چالیس سال سے اوپر عمر والے جس قدر آدمی ہیں وہ انصار اللہ کے نام سے اپنی ایک انجمن بنائیں اور قادیان کے وہ تمام لوگ جو چالیس سال سے اوپر ہیں اس میں شریک ہوں۔ ان کے لئے بھی لازمی ہوگا کہ وہ روزانہ آدھ گھنٹہ خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ اگر مناسب سمجھا گیا۔ تو بعض لوگوں سے روزانہ آدھ گھنٹہ لینے کی بجائے مہینہ میں تین دن یا کم وبیش اکٹھے بھی لئے جا سکتے ہیں۔ مگر بہرحال تمام بچوں بوڑھوں اور نوجوانوں کا بغیر کسی استثناء کے قادیان میں منظّم ہو جانا لازمی ہے۔

مجلس انصار اللہ کے عارضی پریذیڈنٹ مولوی شیر علی صاحب ہوں گے اور سیکرٹری کے فرائض سرانجام دینے کے لئے مَیں مولوی عبدالرحیم صاحب درد، چودھری فتح محمد صاحب اور خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب کو مقرر کرتا ہوں۔ تین سیکرٹری میں نے اس لئے مقرر کئے ہیں کہ مختلف محلوں میں کام کرنے کے لئے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ان کو فوراً قادیان کے مختلف حصوں میں اپنے آدمی بٹھا دینے چاہئیں اور چالیس سال سے اوپر عمر رکھنے والے تمام لوگوں کو اپنے اندر شامل کرنا چاہئے۔ یہ بھی دیکھ لینا چاہئے کہ لوگوں کو کس قسم کے کام میں سہولت ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص جس کام کے لئے موزوں ہو اس کے لئے اس سے نصف گھنٹہ روزانہ کام لیا جائے۔ یہ نصف گھنٹہ کم سے کم وقت ہے اور ضرورت پر اس سے بھی زیادہ وقت لیا جا سکتا ہے۔ یا یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ کسی سے روزانہ آدھ گھنٹہ لینے کی بجائے مہینہ میں دو چار دن لے لئے جائیں۔ جس دن وہ اپنے آپ کو منظّم کر لیں اسی دن میری منظوری سے نیا پریذیڈنٹ اور نئے سیکرٹری مقرر کئے جا سکتے ہیں۔ سردست میں نے جن لوگوں کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے وہ عارضی انتظام ہے اور اس وقت تک کے لئے ہے جب تک سب لوگ منظّم نہ ہو جائیں۔ جب منظّم ہو جائیں تو وہ چاہیں تو کسی اور کو پریذیڈنٹ اور سیکرٹری بنا سکتے ہیں مگر میری منظوری اس کے لئے ضروری ہوگی۔ **میرا ان دونوں مجلسوں سے ایسا ہی تعلق ہوگا جیسا مربی کا تعلق ہوتا ہے اور ان کے کام کی آخری نگرانی میرے ذمہ ہوگی یا جو بھی خلیفۂ وقت ہو۔ میرا اختیار ہوگا کہ جب بھی مناسب سمجھوں ان دونوں مجلسوں کا اجلاس اپنی صدارت میں بلا لوں اور اپنی موجودگی میں ان کو اپنا اجلاس منعقد کرنے کے لئے کہوں۔**

یہ اعلان پہلے صرف قادیان والوں کے لئے ہے اس لئے ان کو میں پھر متنبہ کرتا ہوں کہ کوئی فرد اپنی مرضی سے ان مجالس سے باہر نہیں رہ سکتا۔ سوائے اس کے جو اپنی مرضی سے ہمیں چھوڑ کر الگ ہو جانا چاہتا ہو۔ ہر شخص کو حکماً اس تنظیم میں شامل ہونا پڑے گا۔ **اور اس تنظیم کے ذریعہ علاوہ اور کاموں کے اس امر کی بھی نگرانی رکھی جائے گی کہ کوئی شخص ایسا نہ رہے جو مسجد میں نماز باجماعت پڑھنے کا پابند نہ ہو** سوائے ان زمینداروں کے جنہیں کھیتوں میں کام کرنا پڑتا ہے۔ یا سوائے ان مزدوروں کے جنہیں کام کے لئے باہر جانا پڑتا ہے۔ گو ایسے لوگوں کے لئے بھی میرے نزدیک کوئی نہ کوئی ایسا انتظام ضرور ہونا چاہئے جس کے ماتحت وہ اپنی قریب ترین مسجد میں نماز باجماعت پڑھ سکیں۔

اس کے ساتھ ہی مَیں بیرونی جماعتوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ کی مجالس تو اکثر جگہ قائم ہی ہیں۔ اب انہیں ہر جگہ چالیس سال سے زائد عمر والوں کے لئے مجالس انصار اللہ قائم کرنی چاہئیں۔ ان مجالس کے وہی قواعد ہوں گے جو قادیان میں مجلس انصار اللہ کے قواعد ہوں گے۔ مگر سردست باہر کی جماعتوں میں داخلہ فرض کے طور پر نہیں ہوگا بلکہ ان مجالس میں شامل ہونا ان کی مرضی پر موقوف ہوگا۔ لیکن جو پریذیڈنٹ یا امیر یا سیکرٹری ہیں ان کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ کسی نہ کسی مجلس میں شامل ہوں۔ کوئی امیر نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انصار اللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔ کوئی پریذیڈنٹ نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انصار اللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔ اور کوئی سیکرٹری نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انصار اللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔ اگر اس کی عمر پندرہ سال سے اوپر اور چالیس سال سے کم ہے تو اس کے لئے خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا ضروری ہوگا اور اگر وہ چالیس سال سے اوپر ہے تو اس کے لئے انصار اللہ کا ممبر ہونا ضروری ہوگا اس طرح ڈیڑھ سال تک دیکھنے کے بعد خدا نے چاہا تو آہستہ آہستہ باہر بھی ان مجالس میں شامل ہونا لازمی کر دیا جائے گا۔ کیونکہ احمدیت صحابہ کے نقش قدم پر ہے۔ صحابہ سے جب جہاد کا کام لیا جاتا تھا تو ان کی مرضی کے مطابق نہیں لیا جاتا تھا بلکہ کہا جاتا تھا کہ جاؤ کام کرو۔ مرضی کے مطابق کام کرنے کا میں نے جو موقعہ دینا تھا وہ قادیان کی جماعت کو میں دے چکا ہوں اور جنہوں نے ثواب حاصل کرنا تھا انہوں نے ثواب حاصل کر لیا ہے۔ اب پندرہ سے چالیس سال تک کی عمر والوں کے لئے خدام الاحمدیہ میں شامل ہونا لازمی ہے۔ اور اس لحاظ سے اب وہ ثواب نہیں رہا جو طوعی طور پر کام کرنے کے نتیجے میں ہو سکتا تھا۔ بے شک خدمت کا اب بھی ثواب ہوگا۔ لیکن جو طوعی طور پر داخل ہوئے اور وفا کا نمونہ دکھایا وہ سابق بن گئے البتہ انصار اللہ کی مجلس چونکہ اس شکل میں پہلے قائم نہیں ہوئی اور نہ کسی نے میرے کسی حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس لئے اس میں جو بھی شامل ہوگا اسے وہی ثواب ہوگا جو طوعی طور پر نیک تحریکات میں شامل ہونے والوں کو ہوتا ہے۔‘‘

مجلس انصار اللہ اور دوسری مجالس کے بنیادی اغراض ومقاصد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے پیش نظر مجلس انصار اللہ اور دوسری تنظیموں کے قیام کا مقصد کیا تھا اور حضور کی ان سے کیا توقعات وابستہ تھیں۔ اس کی وضاحت خود حضور ہی کے الفاظ میں کیا جانا مناسب ہے۔

حضور فرماتے ہیں:

’’مَیں نے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ تین الگ الگ جماعتیں قائم کی ہیں تاکہ نیک کاموں میں ایک دوسرے کی نقل کا مادہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ پیدا ہو۔ بچے بچوں کی نقل کریں۔ نوجوان نوجوانوں کی نقل کریں اور بوڑھے بوڑھوں کی نقل کریں جب بچے اور نوجوان اور بوڑھے سب اپنی اپنی جگہ یہ دیکھیں گے کہ ہمارے ہم عمر دین کے متعلق رغبت رکھتے ہیں وہ اسلام کی اشاعت کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اسلامی مسائل کو سیکھنے اور ان کو دنیا میں پھیلانے میں مشغول ہیں۔ وہ نیک کاموں کی بجا آوری میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لیتے ہیں تو ان کے دلوں میں بھی یہ شوق پیدا ہوگا کہ ہم بھی ان نیک کاموں میں حصہ لیں اور اپنے ہم عمروں سے آگے نکلنے کی کوشش کریں۔ دوسرے وہ جو رقابت کی وجہ سے عام طور پر دلوں میں غصہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی پیدا نہیں ہوگا۔ جب بوڑھا بوڑھے کو نصیحت کرے گا، نوجوان نوجوان کو نصیحت کرے گا اور بچہ بچے کو نصیحت کرے گا تو کسی کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوگا کہ مجھے کوئی ایسا شخص نصیحت کر رہا ہے جو عمر میں مجھ سے چھوٹا یا عمر میں مجھ سے بہت بڑا ہے۔ وہ سمجھے گا کہ میرا ایک ہم عمر جو میرے جیسے خیالات اور میرے جیسے جذبات اپنے اندر رکھتا ہے مجھے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے اور اس وجہ سے ان کے دل پر نصیحت کا خاص طور پر اثر ہوگا اور وہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جائے گا مگر یہ تغیر اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جب جماعت میں یہ نظام پورے طور پر رائج ہو جائے .... **ہماری جماعت کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ ہم نے تمام دنیا کی اصلاح کرنی ہے۔ تمام دنیا کو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکانا ہے۔ تمام دنیا کو اسلام اور احمدیت میں داخل کرنا ہے۔ تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو قائم کرنا ہے مگر یہ عظیم الشان کام اس وقت تک سرانجام نہیں دیا جا سکتا جب تک ہماری جماعت کے تمام افراد خواہ بچے ہوں یا نوجوان ہوں یا بوڑھے ہوں، اپنی اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں کر لیتے اور اس لائحہ عمل کے مطابق دن اور رات عمل نہیں کرتے جو اُن کے لئے تجویز کیا گیا ہے** .... جب ہم تمام جماعت کے افراد کو ایک نظام میں منسلک کر لیں گے تو اس کے بعد ہم بیرونی دنیا کی اصلاح کی طرف کامل طور پر توجہ کر سکیں گے۔ اس اندرونی اصلاح اور تنظیم کو مکمل کرنے کے لئے میں نے **خدام الاحمدیہ انصار اللہ اور اطفال احمدیہ تین جماعتیں قائم کی ہیں اور یہ تینوں اپنے اس مقصد میں جو اُن کے قیام کا اصل باعث ہے اسی وقت کامیاب ہو سکتی ہیں جب انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال احمدیہ اس اصل کو اپنے مدّنظر رکھیں جو حَیۡثُ مَا کُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَکُمۡ شَطۡرَهٗ میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر شخص اپنے فرض کو سمجھے اور پھر رات اور دن اس فرض کی ادائیگی میں اس طرح مصروف ہو جائے جس طرح ایک پاگل اور مجنون تمام اطراف سے اپنی توجہ کو ہٹا کر صرف ایک بات کے لئے اپنے تمام اوقات کو صرف کر دیتا ہے۔ جب تک رات اور دن انصار اللہ اپنے کام میں نہیں لگے رہتے، جب تک رات اور دن خدام الاحمدیہ اپنے کام میں نہیں لگے رہتے، جب تک رات اور دن اطفال الاحمدیہ اپنے کام میں نہیں لگے رہتے اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے تمام اوقات کو صرف نہیں کر دیتے اس وقت تک ہم اپنی اندرونی تنظیم**

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مامور کی باتوں پر عمل کرنا مومنوں کا فرض ہے۔ اور اس کو سمجھنا چاہئے اور اپنی توجیہیں کرنے کی بجائے لفظاً عمل کیا جائے تو ایمان ضائع نہیں ہوتا

کسی بھی بات کے متعلق رائے قائم کرنی ہو تو جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالکل خلوت نشین تھے اور جو غیر مسلم آپ کے واقف تھے ان پر آپ کی عبادت اور زُہد کا اتنا اثر تھا کہ آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کے مزار پر آتے تھے۔

اگر ہم دعاؤں کا حق ادا کرتے رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ بھی اور آئندہ بھی ہونے والی سب مخالفتیں خود اپنی موت مر جائیں گی

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ اور حضرت منشی اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ عشق و محبت کا ایمان افروز تذکرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مخالفین کی سبّ و شتم اور ایذا رسانیوں پر بے نظیر صبر اور آپ کے اخلاق عالیہ کا بیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ متفرق واقعات کا دلچسپ تذکرہ

مکرم مولوی محمد یوسف صاحب درویش قادیان کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24 ؍جولائی 2015ء بمطابق 24 وفا 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اس وقت مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان فرمودہ بعض واقعات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ سے متعلق ہیں بیان کروں گا۔

’تذکرہ‘ میں 9؍فروری 1908ء کی تاریخ کے تحت ایک الہام لکھا ہوا ہے۔ اس دن کے آٹھ الہامات ہیں۔ ایک الہام یہ ہے۔ ’’لَاتَقْتُلُوْا زَيْنَب‘‘۔ (تذکرۃ صفحہ 635 ایڈیشن چہارم 2004ء)

اس کی واقعاتی وضاحت بعض حالات کے مطابق ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ ’’1908ء کے شروع میں حافظ احمد اللہ خان صاحب مرحوم کی دو لڑکیوں کی شادی کی تجویز ہوئی جن میں سے بڑی کا نام زینب اور چھوٹی کا نام کلثوم تھا۔ زینب کے متعلق اور بھی بعض لوگوں کی خواہش تھی۔ (ان کا ایک رشتہ شیخ عبدالرحمٰن مصری سے بھی آیا ہوا تھا۔) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی شادی مصری صاحب سے ناپسند کی (کہ زینب کی شادی اس سے نہ ہو۔) لیکن آپ کی عادت یہ نہیں تھی کہ بہت زیادہ زور دیں۔ آپ نے زور نہیں دیا۔ انہی دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا کہ لَاتَقْتُلُوْا زَيْنَب۔ کہ زینب کو ہلاک مت کرو۔ حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم نے دوسرے شخص کو کسی نہ کسی وجہ سے ناپسند کیا اور یہ خیال کیا کہ اس الہام کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشورہ غلط ہے وہاں شادی نہ کی جائے بلکہ مصری صاحب سے شادی کی جائے اور خیال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رائے کو الہام نے ردّ کر دیا ہے۔ (یعنی یہ جو الہام تھا لَاتَقْتُلُوْا زَيْنَب۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ جو مشورہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے وہ اللہ کو پسند نہیں آیا بلکہ دوسرا رشتہ جو اس کے خلاف تھا وہ پسند آیا۔ بہرحال انہوں نے اپنی اس بیٹی کی شادی مصری صاحب سے کر دی۔) چنانچہ یہ الہام 9؍فروری 1908ء کو ہوا اور 17؍فروری 1908ء کو شیخ مصری صاحب کا نکاح زینب سے کر دیا گیا۔ (حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ) یہ تاریخ اس طرح محفوظ رہی کہ مصری صاحب کا نکاح دو اور نکاحوں سمیت اسی دن ہوا تھا جس دن کہ ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح ہوا تھا اور وہ 17؍فروری تھی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے صاف کہہ دیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات مان لو اور مصری صاحب سے نکاح نہ کرو ورنہ یہ نکاح اسے منافق بنانے کا نتیجہ پیدا کر دے گا (یا ہلاکت کا نتیجہ پیدا کر دے گا یا قتل کرنے والی بات ہو گی۔) لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو شاید اس زینب کے متعلق اسے سمجھا ہی نہیں اور لڑکی کے باپ نے الٹ نتیجہ نکالا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کا منشاء اس الہام سے یہ تھا کہ اس شخص سے ایک بھاری فتنہ پیدا ہونے والا ہے (کیونکہ بعد میں مصری صاحب سے فتنہ پیدا ہوا۔) اس سے زینب کی شادی نہ کرو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات مان لو۔ پھر اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ احمد اللہ صاحب کو یہی مشورہ دیا تھا۔ چنانچہ جب مصری صاحب جماعت سے علیحدہ ہوئے ہیں تو (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ) پیر منظور محمد صاحب نے مجھے کہلا بھیجا کہ میرے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ احمد اللہ صاحب کو کہا تھا کہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب سے شادی نہ کی جائے۔ مگر جب حافظ صاحب نے اس بات کو نہ مانا اور اسی جگہ لڑکی کی شادی کر دی تو مجھے سخت غصّہ آیا۔ (یہ بیان کیا پیر منظور محمد صاحب نے) اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ حضور خدا تعالیٰ کے مامور ہیں اور خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب مامور ایک بات کہہ دے تو تمام مومنوں کو چاہئے کہ اس پر عمل کریں مگر حافظ احمد اللہ صاحب نے حضور کی نافرمانی کی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ بات تو آپ نے جو کہی ہے یہ ٹھیک ہے مگر ایسے معاملات میں مَیں دخل نہیں دیا کرتا۔ (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں) جب یہ روایت مجھے پہنچی تو گو اس روایت میں مجھے کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا مگر چونکہ یہ اکیلی روایت تھی اس لئے اس بات کا فکر ہوا کہ کوئی اور گواہ بھی ہونا چاہئے۔ ان کے جماعت چھوڑنے کی اور اس فتنے کی جو ساری background تھی اس کی وجہ سے آپ چاہتے تھے کہ اس کا ٹھوس ثبوت ملے۔ تو بہرحال کہتے ہیں) خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ دوسرے دن کی ڈاک میں مجھے ایک خط ملا جو منشی قدرت اللہ صاحب سنوری کی طرف سے تھا۔ اس میں

انہوں نے لکھا تھا کہ 1915ء میں جب میں قادیان آیا تو اس وقت مجھے کسی دوست سے قرآن پڑھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں نے حافظ احمد اللہ صاحب سے قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک دن باتوں باتوں میں انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے اپنی لڑکی زینب کا رشتہ کسی اور شخص سے کرنے کا کہا تھا مگر انہی دنوں آپ پر یہ الہام نازل ہوا کہ لَاتَقْتُلُوْا زَیْنَبَ۔ جس سے میں نے غلطی سے یہ سمجھا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رائے صحیح نہیں اور میں نے شیخ مصری صاحب سے رشتہ کر دیا۔ مگر اب شیخ مصری مجھے بہت سخت تنگ کرتا ہے۔ (یہ ان کے سسر نے کہا) اور اس نے مجھے بڑی بڑی تکلیفیں پہنچانی شروع کر دی ہیں جس سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم نہ ماننے کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں) مجھے بھی یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّل کے زمانے میں شیخ مصری صاحب نے بازار میں اپنے خسر کو مارا جس پر حضرت خلیفہ اوّل مصری صاحب سے سخت ناراض ہو گئے اور میں نے کئی دن آپ کی منّتیں کر کے انہیں معاف کروایا۔

پس اس الہام کے یہ معنی تھے کہ تم زینب کی شیخ مصری سے شادی مت کرو ورنہ اس کا ایمان بھی برباد ہو جائے گا۔ چنانچہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ اس شادی سے اس کا ایمان بھی ضائع ہو گیا۔

(ماخوذ از 'مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر'۔ انوار العلوم جلد 14 صفحہ 579 تا 581)

مصری صاحب کے بارے میں بہت سوں کو نہیں پتا ہو گا کہ یہ کون تھے اور ان کا کیا قصہ ہے۔ یہ تاریخ کا بھی ایک حصہ ہے اس لئے تھوڑی سی وضاحت کر دیتا ہوں۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی جیسا کہ ظاہر ہے۔ پڑھے لکھے تھے۔ پھر یہ مصر گئے اور ان کو مصر بھیجنے کا خرچ بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چوہدری نصر اللہ خان صاحب نے دیا۔ مصر جانا جہاں ان کے لئے دوسرے فوائد کا باعث بنا وہاں مصر جانے کی وجہ سے شیخ مصری کہلانے کا بھی ذریعہ بنا۔ اس وجہ سے ان کو شیخ مصری کہا جاتا تھا۔

(ماخوذ از 'مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر'۔ انوار العلوم جلد 14 صفحہ 579)

بہرحال ایک ایسا وقت آیا جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے اختلاف کیا اور اختلاف کی وجہ سے آپ کے خلاف بہت کچھ کہنے لگے۔ جماعت میں فتنے کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے جہاں جماعت کو وسیع پیمانے پر فتنے سے محفوظ رکھا۔ وہاں بعض احباب کو انفرادی طور پر بھی ان کی حالت کے بارے میں رؤیا میں بتا دیا کہ ان کی حالت کیسی ہے۔ مصری صاحب کے جماعت میں مقام کا اندازہ اس سے لگائیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بیان فرمایا ہے کہ ایک دوست نے افریقہ سے مجھے خط لکھا کہ مصری صاحب کے جماعت سے علیحدہ ہونے پر مجھے سخت گھبراہٹ ہے۔ لکھتے ہیں کہ جب اتنے بڑے بڑے آدمیوں کا ایمان ضائع ہو گیا تو ہمارا ایمان کیا حقیقت رکھتا ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں اس پر مَیں نے ان کو لکھا کہ بڑائی کا فیصلہ کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آپ کا نہیں ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے اپنے عمل سے انہیں جماعت سے علیحدہ کر دیا ہے جن کو آپ بڑا سمجھتے تھے اور آپ کو جماعت میں رکھا تو ثابت ہوا کہ بڑے آپ ہیں، وہ نہیں۔

(ماخوذ از 'مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر'۔ انوار العلوم جلد 14 صفحہ 564)

بہرحال جبتک مصری صاحب جماعت میں تھے بڑے اہم سمجھے جاتے تھے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس اختلاف کے دوران یا جماعت سے نکلنے کے بعد مصری صاحب نے خود ہی لَاتَقْتُلُوْا زَیْنَبَ کا الہام بتا کر اپنی اہمیت ظاہر کرنا چاہی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رشتہ کے متعلق یہ الہام ہوا تھا اور اس کا مطلب یہی تھا کہ میرے بارے میں ہے۔ لیکن جب اس الہام کی باقی الہاموں کے ساتھ جوڑ کے حضرت مصلح موعود نے حقیقت کھولی اور جماعت کے افراد نے بھی بتانا شروع کیا تو پھر مصری صاحب نے خود ہی کہنا شروع کر دیا کہ میری بیوی زینب کو اس معاملے میں کیوں کھینچا جا رہا ہے۔ تو اس الہام کی وضاحت کرنے کی یہ وجہ ہے جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی ہے کہ کس طرح وہ الہام پورا ہوا۔

حضرت مصلح موعود مزید فرماتے ہیں کہ "اب دیکھو یہ کیسی زبردست پیشگوئی ہے جس کی طرف خود مصری صاحب نے توجہ دلائی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بیوی کو یہ یاد تھا کہ ایسا الہام ہوا تھا اور (بیوی کہتی ہے کہ) میرے والد نے اسے میرے متعلق سمجھا۔ اس طرح ان کا ذہن اس طرف گیا اور (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) اس طرح ان کا (مصری صاحب کا بھی) ذہن اس طرف گیا اور شاید جو کام ہم سے دیر میں ہو سکتا وہ خود انہوں نے کر دیا۔

(حضرت مصلح موعود مثال دیتے ہیں کہ اس کی مثال) بالکل اسی طرح (ہے) جس طرح بکری نے چھری نکالی تھی۔ کہتے ہیں کہ کوئی شخص تھا جس نے بکری ذبح کرنے کے لئے چھری نکالی مگر پھر کہیں رکھ کر بھول گیا اور اس پر بچوں نے کھیلتے ہوئے مٹی ڈال دی اور وہ مٹی کے نیچے چھپ گئی۔ اس نے چھری کو بہتیرا تلاش کیا مگر نہ ملی۔ وہ حیران سا کھڑا تھا کہ بکری نے پیر مارنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مٹی ہٹ گئی اور اسے چھری نظر آ گئی جس سے اس نے فوراً اسے ذبح کر دیا۔ تو اُس وقت سے عرب میں یہ مثل مشہور ہو گئی ہے کہ جب کوئی شخص اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان مہیا کرتا ہے تو کہتے ہیں اس نے بالکل ایسا ہی کیا جس طرح بکری نے چھری نکال لی تھی۔"

(ماخوذ از 'مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر'۔ انوار العلوم جلد 14 صفحہ 581)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی نتیجہ نکالا اور یہ نتیجہ بڑا ظاہر نکلتا ہے کہ حافظ صاحب اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات مان کر اپنی بیٹی زینب مصری صاحب کے نکاح میں نہ دیتے تو اس کا ایمان ضائع نہ ہوتا۔ پس مامور کی باتوں پر عمل کرنا مومنوں کا فرض ہے۔ اور اس کو سمجھنا چاہئے اور اپنی توجیہیں کرنے کی بجائے لفظاً عمل کیا جائے تو ایمان ضائع نہیں ہوتا۔

حضرت مصلح موعود پھر ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مولوی محمد احسن صاحب کی طبیعت ایسی تھی کہ ان کی طبیعت میں بڑی جلد بازی تھی۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بسراواں کی طرف سیر کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے (سیر کے دوران) فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اور بندے کے کلام میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اپنا ایک الہام سنایا اور فرمایا دیکھو یہ بھی ایک الہام ہے اور اس کے مقابل پر حریری کا بھی کلام موجود ہے۔ (یہ ایک لکھنے والا تھا۔) مولوی محمد احسن صاحب نے بات کا آخری حصہ غور سے نہ سنا اور الہام کے متعلق خیال کر لیا کہ یہ حریری کا کلام ہے۔ اور کہنے لگے بالکل لغو ہے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ تو خدا تعالیٰ کا الہام ہے تو مولوی صاحب فوراً کہنے لگے سبحان اللہ! کیا ہی عمدہ کلام ہے۔"

(ماخوذ از الفضل 30 مئی 1959ء صفحہ 4 نمبر 127 جلد 48/13)

پس کسی بھی بات کے متعلق رائے قائم کرنی ہو تو جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے۔

پھر اس بات کا ذکر فرماتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آج دنیا کے کونے کونے اور ہر ملک میں جانا جاتا ہے ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سکھ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے تایا مرزا غلام قادر صاحب تو بہت مشہور تھے اور ایک بڑے عہدے پر فائز تھے لیکن مرزا غلام احمد صاحب غیر معروف تھے انہیں کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ سکھ کہنے لگا کہ میرے والد ایک دفعہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے پاس گئے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد کے پاس۔) اور کہنے لگے سنا ہے آپ کا ایک اور بیٹا بھی ہے وہ کہاں ہے۔ انہوں نے کہا وہ تو سارا دن مسجد میں پڑا رہتا ہے اور قرآن پڑھتا رہتا ہے۔ مجھے اس کا بڑا فکر ہے وہ کھائے گا کہاں سے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اس کو کہو کہ دنیا کا بھی کچھ فکر کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ کوئی نوکری کر لے۔ لیکن جب میں اس کے لئے کسی نوکری کا انتظام کرتا ہوں وہ انکار کر دیتا ہے۔ چنانچہ میرے والد گئے (اس سکھ کے والد گئے) اور بڑے مرزا صاحب کی بات ان کو پہنچائی۔ وہ کہنے لگے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہنے لگے) کہ میرے والد صاحب کو تو یونہی فکر لگی ہوئی ہے۔ مَیں نے دنیا کی نوکریوں کا کیا کرنا ہے۔ آپ ان کے پاس جائیں (میرے والد کے پاس) اور کہیں کہ میں نے جس کا نوکر ہونا تھا ہو گیا ہوں۔ مجھے آدمیوں کی نوکریوں کی ضرورت نہیں ہے۔ (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ) اس سکھ پر اس بات کا اتنا اثر تھا کہ وہ جب بھی آپ کا ذکر کرتا اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) ایک دفعہ وہ چھوٹی مسجد میں میرے پاس آیا اور چیخیں مار کر رونے لگ گیا۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ آج مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ میں آج بہشتی مقبرہ گیا تھا۔ جب میں مرزا صاحب کے مزار پر سجدہ کرنے لگا تو ایک احمدی نے مجھے اس سے منع کر دیا حالانکہ اس کا مذہب اور ہے اور میرا مذہب اور ہے۔ اگر احمدی قبروں کو سجدہ نہیں کرتے تو نہ کریں۔ میں تو سکھ ہوں ہم سجدہ کر لیتے ہیں۔ پھر اس احمدی نے مجھے منع کیوں کیا۔ اس پر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ غرض آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) بالکل خلوت نشین تھے اور جو لوگ آپ کے واقف تھے ان پر آپ کی عبادت اور زہد کا اتنا اثر تھا کہ غیر مسلم ہونے کے باوجود یہ لوگ آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی آپ کے مزار پر آتے تھے۔

(ماخوذ از الفضل 30 مئی 1959ء صفحہ 4 نمبر 127 جلد 48/13)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوست تھے۔ آپ کے دعوے کے بعد انہوں نے کہا کہ میں نے ہی اس شخص کو بڑھایا ہے اور اب میں ہی گراؤں گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے یعنی مولوی محمد حسین کے نام کو تو مٹا دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کو دنیا میں پھیلا دیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب کا، مولوی محمد حسین صاحب کا ایک بیٹا آریہ ہو گیا اور حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ میں نے اسے قادیان بلایا اور اسے دوبارہ مسلمان کیا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اس بات پر مجھے شکریہ کا خط بھی لکھا۔

پھر حضرت مصلح موعود نے خلافت ثانیہ کے دور میں اندرونی اور بیرونی مخالفتوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے مخالفت چل رہی ہے لیکن جماعت ترقی کر رہی ہے بلکہ آج تک بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف سازشوں اور مخالفتوں کا سلسلہ جاری ہے لیکن اللہ کے فضل سے جماعت ترقی

کر رہی ہے۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ جماعت کانٹوں پر گزرتی ہوئی اپنی حیثیت کو پہنچی ہے اور یہ بات بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ جماعت کے شامل حال رہا ہے۔ لیکن اس فضل کو دائمی کرنے کے لئے جماعت کو ہمیشہ دعاؤں میں لگے رہنا چاہئے۔ (ماخوذ از الفضل 30 مئی 1959ء صفحہ 4 نمبر 127 جلد 48/13)

اگر ہم دعاؤں کا حق ادا کرتے رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ بھی اور آئندہ بھی ہونے والی سب مخالفتیں خود اپنی موت مر جائیں گی۔

ایک موقع پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثال قربانی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک اعلیٰ درجے کی ملازمت عطا فرمائی تھی۔ وہ چھوٹی (ختم ہوئی) تو آپ نے اپنے وطن میں پریکٹس شروع کی۔ وہاں آپ کی بہت شہرت تھی۔ آپ کا وطن بھیرہ سرگودھا کے ضلع میں ہے جہاں بڑے بڑے زمیندار ہیں اور ان میں سے اکثر آپ کے بڑے معتقد تھے۔ پس وہاں کام چلنے کا خوب امکان تھا۔ لیکن آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے قادیان آئے۔ چند روز بعد جب واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا کا آپ بہت دیکھ چکے اب یہیں آ بیٹھئے۔ آپ نے اس ارشاد پر ایسا عمل کیا کہ خود سامان لینے بھی واپس نہ گئے بلکہ دوسرے آدمی کو بھیج کر سامان منگوایا۔ اس زمانے میں یہاں پریکٹس چلنے کی کوئی امید ہی نہ تھی بلکہ یہاں تو ایک پیسہ دینے کی حیثیت والا بھی کوئی نہ تھا مگر آپ نے کسی بات کی پرواہ نہیں کی۔ پھر بھی آپ کی شہرت ایسی تھی کہ باہر سے مریض آپ کے پاس پہنچ جاتے تھے اور اس طرح کوئی نہ کوئی صورت آمد کی پیدا ہو جاتی تھی۔ مگر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی قربانی ایسے رنگ کی تھی کہ کوئی آمد کا احتمال بھی نہ تھا۔ نہ کہیں سے کسی فیس کی امید تھی، نہ کوئی تنخواہ تھی اور نہ وظیفہ۔ کسی طرف سے کسی آمد کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ مگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سیکرٹری کے طور پر کام کرتے تھے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) اس وقت جتنے کام تمام محکمے (جماعتی ادارے) کر رہے ہیں یہ سب وہ اکیلے (کیا) کرتے تھے حالانکہ گزارے کی کوئی صورت نہ تھی اور یہ بھی وادیٔ غیر ذی زرع میں جان قربان کرنے والی بات ہے۔" (ماخوذ از خطبات محمود جلد 2 صفحہ 260-261)

پس یہ نمونے ہیں ہمارے بزرگوں کے جن کو ہم واقفین زندگی کو بھی وقتاً فوقتاً اپنے سامنے رکھتے ہوئے ان پر غور کرنا چاہئے۔

پھر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا آپ علیہ السلام سے جو عشق تھا اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مولوی عبدالکریم صاحب کو خاص عشق تھا اور ایسا عشق تھا کہ اسے وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے اس زمانے کو دیکھا۔ دوسرے لوگ اس کا قیاس بھی نہیں کر سکتے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) وہ ایسے وقت میں فوت ہوئے جب میری عمر سولہ سترہ سال تھی اور جس زمانے میں مَیں نے ان کی محبت کو شناخت کیا ہے اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہوگی۔ یعنی بچپن کی عمر تھی لیکن باوجود اس کے مجھ پر ایک ایسا گہرا نقش ہے کہ مولوی صاحب کی دو چیزیں مجھے کبھی نہیں بھولتیں۔ ایک تو ان کا پانی پینا اور ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی محبت۔ آپ ٹھنڈا پانی بہت پسند کرتے تھے اور اسے بہت شوق سے پیتے تھے اور پیتے وقت غٹ غٹ کی ایسی آواز آیا کرتی تھی کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت کی نعمتوں کو جمع کر کے بھیج دیا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 14 صفحہ 121-122)

چند گھونٹ لینے کے بعد الحمد للہ الحمد للہ کرتے تھے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 24 صفحہ 158)

(حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) اس زمانے میں اس مسجد اقصیٰ کے کنوئیں کا پانی بہت مشہور تھا۔ اب تو معلوم نہیں لوگ کیوں اس کا نام نہیں لیتے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ کہتے بھائی کوئی ثواب کماؤ اور پانی لاؤ۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود مجلس میں موجود ہوتے تو اور بات تھی ورنہ آپ سیڑھیوں پر آ کر انتظار میں کھڑے ہو جاتے اور پانی لانے والے سے لوٹا لے کر منہ سے لگا لیتے۔ دوسری بات جو تھی آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں بیٹھے ہوتے تو یوں معلوم ہوتا کہ آپ کی آنکھیں حضور کے جسم میں سے کوئی چیز لے کر کھا رہی ہیں۔ اس وقت گویا آپ کے چہرے پر بشاشت اور شگفتگی کا ایک باغ لہرا رہا ہوتا تھا اور آپ کے چہرے کا ذرہ ذرہ مسرت کی لہر پھینک رہا ہوتا تھا۔ جس طرح مسکرا مسکرا کر آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں سنتے اور جس طرح پہلو بدل بدل کر داد دیتے وہ قابل دید نظارہ ہوتا۔ اگر اس کا تھوڑا سا رنگ میں نے کسی اور میں دیکھا تو وہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم تھے۔ غرض مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خاص عشق تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی آپ سے ویسی ہی محبت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریق تھا کہ مغرب کی نماز کے بعد ہمیشہ بیٹھ کر باتیں کرتے۔ لیکن مولوی صاحب کی وفات کے بعد آپ نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور اب بیٹھتے نہیں؟ تو فرمایا کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی جگہ کو خالی دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے۔ حالانکہ کون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو حی اور دوبارہ زندگی دینے والا یقین کرتا ہو۔ پس یہ یکطرفہ عشق نہیں تھا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 14 صفحہ 122)

آپ علیہ السلام کو اپنے صحابہ سے بہت محبت تھی۔

ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ قادیان میں ایک دفعہ ایک شخص نے کچھ بیجا الفاظ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے متعلق کہے۔ لوگوں نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ وہ شخص ضدی تھا۔ لوگ اسے مارتے جاتے مگر وہ یہی کہتا جاتا کہ میں تو یہی کہوں گا۔ لوگ اسے پھر مارنا شروع کر دیتے اور یہ جھگڑا بڑھ گیا۔ (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں) ہم اس وقت چھوٹی عمر کے تھے۔ ہمارے لئے ایک تماشا بن گیا۔ وہ مار کھاتا جاتا اور کہتا جاتا کہ مَیں تو یہی کہوں گا۔ لوگ اسے مارتے یہاں تک کہ وہ اسے مار مار کر تھک گئے۔ ان دنوں ایک غیر احمدی پہلوان حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس علاج کے لئے آیا ہوا تھا۔ (خلافت سے پہلے حضرت مسیح موعود کے زمانے میں۔) اس نے جب یہ شور سنا تو (وہ سمجھا کہ یہ بھی کوئی ثواب کا کام ہے۔ اس نے) خیال کیا کہ مَیں کیوں اس ثواب سے محروم رہوں، مجھے بھی اس میں حصہ لینا چاہئے۔ چنانچہ وہ بھی گیا اور اس شخص کو بات کا پتا نہ تھا۔ اس نے اس کو اٹھایا اور بھمبیری کی طرح گھما کے زمین پہ دے مارا۔ لیکن وہ بھی بڑا ضدی شخص تھا۔ وہ گر کے پھر یہی کہتا تھا میں تو یہی کہوں گا۔ تو حضرت مصلح موعود کہتے ہیں ہمارے لئے ایک تماشا بن گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب معلوم ہوا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ کیا ہماری یہی تعلیم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دیکھو لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں لیکن ہمارا اس سے کیا بگڑ جاتا ہے۔ اگر اس نے کچھ بیجا الفاظ مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق بھی استعمال کر دیئے تو کیا ہو گیا؟ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اور تو اور ہمارے نانا میر ناصر نواب صاحب نے جب یہ دیکھا تو آپ وہاں گئے اور لوگوں سے کہا۔ تم لوگ یہ کیا لغو بات کر رہے ہو؟۔ کیوں تم اس شخص کو مارنے لگ گئے ہو؟ مگر ابھی آپ لوگوں کو یہ نصیحت کر ہی رہے تھے کہ اس شخص نے مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق پھر وہی الفاظ دہرا دیئے تو اس پر میر صاحب نے خود بھی اسے دو چار تھپڑ لگا دیئے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں) بسا اوقات انسان اس قسم کے بھی کام کر لیتا ہے جو لغو ہوتے ہیں۔ دراصل رَو چلنے کی دیر ہوتی ہے۔ جب رَو چل جائے تو لوگ خود بخود اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

(ماخوذ از الفضل 5 جون 1948ء صفحہ 6 نمبر 127 جلد 2)

لیکن پھر بھی ہمیں اپنے جذبات پر کنٹرول کی عادت ہونی چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اور صحابی حضرت منشی اروڑے خان صاحب کے آپ سے عشق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ "منشی اروڑے خان صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق تھا۔ وہ کپورتھلہ میں رہتے تھے اور کپورتھلہ کی جماعت کی اخلاص کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قدر تعریف فرمایا کرتے تھے کہ آپ نے انہیں ایک تحریر بھی لکھ دی تھی جو انہوں نے (یعنی جماعت نے) رکھی ہوئی ہے کہ اس جماعت نے ایسا اخلاص دکھایا ہے کہ یہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بار بار درخواست کرتے کہ حضور کبھی کپورتھلہ تشریف لائیں۔ آپ نے بھی وعدہ کیا ہوا تھا۔ جب موقع ہوا آئیں گے۔ ایک بار جو فرصت ملی تو اطلاع دینے کا وقت نہیں تھا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بغیر اطلاع کے چل پڑے اور کپورتھلہ کے اسٹیشن پر جب اترے تو ایک شدید مخالف نے آپ کو دیکھا جو آپ کو پہچانتا تھا۔ اگرچہ وہ مخالف تھا مگر بڑے آدمیوں کا ایک اثر ہوتا ہے۔ منشی اروڑا صاحب سناتے ہیں کہ ہم ایک دکان پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ وہ دوڑا دوڑا آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے مرزا صاحب آئے ہیں۔ یہ سن کر جوتی اور پگڑی وہیں پڑی رہی اور میں ننگے پاؤں اور ننگے سر سٹیشن کی طرف بھاگا۔ مگر پھر تھوڑی دور جا کر خیال آیا کہ ہماری ایسی قسمت کہاں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ اطلاع دینے والا مخالف ہے اس نے مخول کیا ہوگا۔ مذاق کیا ہوگا۔ اس پر مَیں نے کھڑے ہو کر اسے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ منشی صاحب کہتے ہیں میں نے اس شخص کو ڈانٹنا شروع کر دیا کہ تُو جھوٹ بولتا ہے مذاق اڑاتا ہے۔ مگر پھر خیال آیا کہ شاید آ ہی گئے ہوں اس لئے پھر بھاگا۔ پھر خیال آیا کہ ہماری ایسی قسمت نہیں ہو سکتی اور پھر اسے کوسنے لگا۔ وہ کہے مجھے برا بھلا نہ کہو مَیں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس پر پھر چل پڑے۔ غرضیکہ میں کبھی دوڑتا اور کبھی کھڑا ہو جاتا اسی

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حالت میں جارہا تھا کہ سامنے کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں۔ تو یہ جنون ہونے والا عشق ہے اور ان کے معشوق ہونے کا خیال آ تا تو دل کہتا کہ وہ ہمارے پاس کہاں آ سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب فوت ہوئے ہیں تو کچھ عرصے بعد منشی اروڑے خان صاحب قادیان آ گئے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ میں جب ان سے ملنے کے لئے باہر آیا تو دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں دو یا تین اشرفیاں تھیں جو انہوں نے یہ کہتے ہوئے مجھے دیں کہ امّاں جان کو دے دیں۔ مجھے اس وقت یادنہیں کہ وہ کیا کہا کرتے تھے، اماں جان یا اماں جی مگر بہر حال ماں کے مفہوم کا لفظ ضرور تھا۔ اس کے بعد انہوں نے رونا شروع کیا اور چیخیں مار مار کر اس شدت کے ساتھ رونے لگے کہ ان کا تمام جسم کانپ رہا تھا۔ اگرچہ مجھے یہ خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد انہیں رلا رہی ہے مگر وہ کچھ اس بے اختیاری سے رو رہے تھے کہ میں نے سمجھا کہ اس میں کسی اور بات کا بھی دخل ہے۔ غرضیکہ وہ دیر تک کوئی پندرہ بیس منٹ بلکہ آدھا گھنٹہ تک روتے رہے۔ مَیں پوچھتا رہا کہ کیا بات ہے۔ وہ جواب دینا چاہتے مگر رقت کی وجہ سے جواب نہ دیتے۔ آخر جب ان کی طبیعت سنبھلی تو انہوں نے کہا کہ میں نے جب بیعت کی اس وقت میری تنخواہ سات روپیہ تھی اور اپنے اخراجات میں ہر طرح سے تنگی کر کے اس کے لئے کچھ نہ کچھ بچاتا کہ خود قادیان جا کر حضور کی خدمت میں پیش کروں اور بہت سا رستہ مَیں پیدل طے کرتا تا کہ کم سے کم خرچ کر کے قادیان پہنچ سکوں۔ پھر ترقی ہوگئی اور ساتھ اس کے یہ حرص بھی بڑھتی گئی یعنی دینے کی۔ آخر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں حضور کی خدمت میں سونا نذر کروں۔ جو تھوڑی سی تنخواہ میں سے علاوہ چندہ کے پیش کرنا چاہتا تھا لیکن جب تھوڑا تھوڑا کر کے کچھ جمع کر لیتا تو پھر گھبراہٹ سی پیدا ہوتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھے اتنی مدت ہوگئی ہے اس لئے قبل اس کے کہ سونا حاصل کرنے کے لئے رقم جمع ہو قادیان چلا آتا اور جو کچھ پاس ہوتا حضور کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ آخر یہ تین پاؤنڈ جمع کئے تھے اور ارادہ تھا کہ خود حاضر ہو کر پیش کروں گا کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ گویا ان کے تیس سال اس حسرت میں گزر گئے۔ انہوں نے اس کے لئے محنت بھی کی لیکن جس وقت اس کی توفیق ملی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہو چکے تھے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 14 صفحہ 178 تا 180)

یہ تھا ان لوگوں کا اخلاص اور وفا اور قربانی۔

عربی کے بعض حروف ایسے ہیں جن کی خاص ادائیگی ہے اور غیر عرب اس کا صحیح تلفظ ادا نہیں کر سکتے۔ ایک دفعہ ایک عرب نے یہ اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی گفتگو کے دوران کیا کہ آپ صحیح ادائیگی نہیں کر سکتے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک دفعہ ایک شخص آیا۔ آپ نے اسے تبلیغ کرنی شروع کی تو باتوں باتوں میں آپ نے فرمایا کہ قرآن میں یوں آتا ہے۔ پنجابی لہجے میں چونکہ 'ق' اور 'ق' اچھی طرح ادا نہیں ہو سکتا اور عام طور پر لوگ قرآن کہتے ہوئے قاریوں کی طرح ق کی آواز گلے سے نہیں نکالتے بلکہ ایسی آواز ہوتی ہے جو ''ق'' اور ''ک'' کے درمیان درمیان ہوتی ہے۔ آپ نے بھی قرآن کا لفظ اس وقت معمولی طور پر ادا کر دیا۔ اس پر وہ شخص کہنے لگا کہ بڑے نبی بنے پھرتے ہیں۔ قرآن کا لفظ تو کہنا آتا نہیں اس کی تفسیر آپ نے کیا کرنی ہے۔ جونہی اس نے یہ فقرہ کہا اس مجلس میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اسے تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معاً ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوسری طرف مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بیٹھے تھے۔ دوسرا ہاتھ انہوں نے پکڑ لیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر اسے تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاحبزادہ صاحب سے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس یہی ہتھیار ہے اگر ان ہتھیاروں سے بھی یہ کام نہ لیں تو بتلائیں یہ اور کیا کریں۔ اگر آپ یہی امید رکھتے ہیں کہ یہ بھی دلائل سے بات کریں اور صداقت کی باتیں ان کے منہ سے نکلیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو مجھے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کا مجھے بھیجنا ہی بتا رہا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کا مجھے بھیجنا ہی بتا رہا ہے) کہ ان لوگوں کے پاس صداقت نہیں رہی۔ یہی اوچھے ہتھیار ان کے پاس ہیں اور (صاحبزادہ صاحب کو فرمایا کہ) آپ چاہتے ہیں کہ یہ ان ہتھیاروں کو بھی استعمال نہ کریں۔

(الفضل 9 مارچ 1938ء صفحہ 7 نمبر 55 جلد 26)

ایک جگہ ''ض'' کی ادائیگی کا بھی ذکر ملتا ہے اور یہ بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے، اور جگہ بھی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی موقع پر ''ق'' اور ''ض'' دونوں کی ادائیگی کے بارے میں اس نے کہا ہو کیونکہ دونوں جگہ پے حوالے تقریباً ایک طرح کے ہی ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے ''ض'' کے حوالے سے واقعہ بیان کرتے ہوئے خود لکھا ہے کہ عرب کہتے ہیں کہ ''ض'' لفظ ہماری طرح کوئی ادا نہیں کر سکتا جب پتا ہے کہ کوئی اور نہیں کر سکتا تو پھر اعتراض کیسا؟

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ پنجابیوں میں سب سے قریب ترین ''ض'' کو میرا خیال ہے مَیں ادا کرتا ہوں لیکن آپ نے فرمایا کہ میرا تلفظ بھی صحیح نہیں ہوتا۔

(ماخوذ از الفضل 11 اکتوبر 1961ء صفحہ 3 نمبر 235 جلد 50/15)

تو میں نے دونوں چیزوں کی یہ وضاحت اس لئے کر دی ہے کہ ''ق'' اور ''ض'' دونوں کے واقعات ملتے ہیں اور ''ض'' عام طور پر جماعت میں شاید زیادہ جانا جاتا ہے۔ اس لئے لوگ پھر مجھے لکھنا بھی شروع کر دیں گے کہ یہ ''ق'' کا واقعہ نہیں تھا ''ض'' کا واقعہ تھا۔ اس لئے وضاحت کر دی ہے کیونکہ پھر بلا وجہ ڈاک بڑھ جائے گی اور ڈاک کی ٹیم پہلے ہی پریشان رہتی ہے کہ بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔

پھر صبر کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ آپ کے صبر کی کیا حالت تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ دشمنان احمدیت کے ایسے ایسے گندے خطوط میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پڑھے ہیں کہ انہیں پڑھ کر جسم کا خون کھولنے لگتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ رکھے ہوئے تھے صبر سے کام لیتے تھے اور فرماتے ہیں کہ پھر یہ خطوط ایسی کثرت سے آپ کو پہنچتے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اتنی کثرت سے میرے نام بھی نہیں آتے۔ میری طرف سال میں صرف چار پانچ خطوط ایسے آتے ہیں علاوہ ان کے جو بیرنگ آتے ہیں اور واپس کر دیئے جاتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف ہر ہفتے میں دو تین خط ایسے ضرور پہنچ جاتے تھے اور وہ اتنے گندے اور گالیوں سے پُر ہوا کرتے تھے کہ انسان دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اتفاقاً ان خطوط کو ایک دفعہ پڑھنا شروع کیا تو ابھی ایک دو خط ہی پڑھے تھے کہ میرے جسم کا خون کھولنے لگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا تو آپ فوراً تشریف لائے اور آپ نے خطوط کا وہ تھیلا میرے ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا انہیں مت پڑھو۔ اس قسم کے خطوط کے کئی تھیلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جمع تھے۔ لکڑی کا ایک بکس تھا جس میں آپ یہ تمام خطوط رکھتے چلے جاتے۔ کئی دفعہ آپ نے یہ خطوط جلائے بھی مگر پھر بہت سے جمع ہو جاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہی تھیلوں کے متعلق اپنی کتب میں لکھا ہے کہ میرے پاس دشمنوں کی گالیوں کے کئی تھیلے جمع ہیں۔ پھر صرف ان میں گالیاں نہیں ہوتی تھیں بلکہ واقعات کے طور پر جھوٹے اتہامات اور ناجائز تعلقات کا ذکر ہوتا تھا۔ پس ایسی باتوں سے گھبرانا بہت نادانی ہے۔ یہ باتیں تو ہمارے تقویٰ کو مکمل کرنے کے لئے ظاہر ہوتی ہیں۔ ان میں ناراضگی اور جوش کی کون سی بات ہے۔ آخر برتن کے اندر جو کچھ ہوتا ہے وہی اس میں سے ٹپکتا ہے۔ دشمن کے دل میں چونکہ گند ہے اس لئے گند ہی اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں چاہئے کہ ہم نیکی اور تقویٰ پر زیادہ سے زیادہ قائم ہوتے چلے جائیں اور اپنے اخلاق کو درست رکھیں۔ اگر دشمن کسی مجلس میں ہنسی اور تمسخر سے پیش آتا ہے تو پھر تم اس مجلس سے اٹھ کر چلے آؤ۔ یہی خدا کا حکم ہے۔

(ماخوذ از الفضل 9 مارچ 1938ء صفحہ 7 نمبر 55 جلد 26)

ایک جگہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نشان نمائی کے لئے نبیوں سے تعلق رکھنے والی ہر چیز میں برکت رکھ دیتا ہے اور لوگوں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ان برکات کو حاصل کریں۔ پس ان برکات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اخبار بدر میں بھی چھپا ہوا موجود ہے اور مجھے بھی اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ دہلی تشریف لے گئے تو آپ مختلف اولیاء کی قبروں پر دعا کرنے کے لئے گئے۔ چنانچہ خواجہ باقی باللہ صاحب، حضرت قطب صاحب، خواجہ نظام الدین صاحب اولیاء، شاہ ولی اللہ صاحب، حضرت خواجہ میر درد صاحب اور نصیر الدین صاحب چراغ کے مزارات پر بھی آپ نے دعا فرمائی۔ اس وقت آپ نے جو کچھ فرمایا تو جہاں تک مجھے یاد ہے گو ڈائری اس طرح چھپی ہوئی نہیں، یہ ہے کہ دلّی والوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ ہم نے چاہا کہ ان وفات یافتہ اولیاء کی قبروں پر جا کر ان کے لئے، ان کی اولادوں کے لئے اور خود دہلی والوں کے لئے دعائیں کریں تا کہ ان کی روحوں میں جوش پیدا ہو اور وہ بھی ان لوگوں کی ہدایت کے لئے دعائیں کریں۔ ڈائری میں صرف اس قدر چھپا ہے کہ حضرت مسیح موعود

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم نے قبروں پر ان کے لئے بھی دعا کی اور اپنے لئے بھی دعا کی ہے اور بعض امور کے لئے بھی دعا کی ہے۔ (بدر 8 نومبر 1905ء)

اب دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خالی ان لوگوں کے لئے دعا نہیں کی۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قبر پر جا کر صرف مرنے والے کے لئے ہی دعا کرنی چاہئے، اس کا اس ڈائری سے ردّ ہوتا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ہم نے ان کے لئے بھی دعا کی اور اپنے لئے بھی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے اور اور کئی امور کے لئے بھی۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈائری ہے جو بدر میں چھپی ہوئی موجود ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تذکرۃ الشہادتین میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ تھا کہ گورداسپور ایک مقدمے پر جانے سے پیشتر اس کتاب کو (تذکرۃ الشہادتین کو) مکمل کرلوں اور اسے اپنے ساتھ لے جاؤں مگر مجھے شدید درد گردہ ہوگیا اور میں نے سمجھا کہ یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ اس وقت میں نے اپنے گھر والوں یعنی حضرت اُمّ المومنین سے یہ کہا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ آمین کہتی جائیں۔ چنانچہ اس وقت میں نے صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب شہید کی روح کو سامنے رکھ کر دعا کی کہ الٰہی اس شخص نے تیرے لئے قربانی کی ہے اور میں اس کی عزت کے لئے یہ کتاب لکھنا چاہتا ہوں تُو اپنے فضل سے مجھے صحت عطا فرما۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ”قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی صبح کے چھ نہیں بجے تھے کہ میں بالکل تندرست ہوگیا اور اسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 75-74)

اب دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقدمے پر جارہے تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ اس سے پیشتر کتاب مکمل ہو جائے مگر آپ سخت بیمار ہوگئے۔ اس پر آپ نے حضرت شہید مرحوم کی روح کو جو آپ کے خادموں میں سے ایک خادم تھے اپنے سامنے رکھ کر دعا کی کہ الٰہی اس کی خدمت اور قربانی کو دیکھتے ہوئے میں نے یہ کتاب لکھنی چاہی تھی۔ تُو مجھے اپنے فضل سے صحت عطا فرما۔ اور پھر خدا نے آپ کی اس دعا کو قبول فرمایا۔ چنانچہ آپ نے اس واقعہ کا ہیڈنگ ہی یہ رکھا ہے کہ ”ایک جدید کرامت مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی“۔ صلحاء واتقیاء کے طریق سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس رنگ میں کئی بار دعا فرمائی۔ جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ مردہ کے متعلق یہ خیال کیا جائے کہ وہ ہمیں کوئی چیز دے گا۔ یہ امر صریح ناجائز ہے اور اسلام اسے حرام قرار دیتا ہے۔ باقی رہا اس کا یہ حصہ کہ ایسے مقامات پر جانے سے رقّت پیدا ہوتی ہے یا یہ حصہ کہ انسان ان وعدوں کو یاد دلا کر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کئے ہوں دعا کرے کہ الٰہی اب ہمارے وجود میں تُو ان وعدوں کو پورا فرما۔ یہ نہ صرف ناجائز نہیں بلکہ ایک روحانی حقیقت ہے اور مومن کا فرض ہے کہ وہ برکت کے ایسے مقامات سے فائدہ اٹھائے۔ مثلاً جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر دعا کے لئے جائیں تو ہم اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ الٰہی یہ وہ شخص ہے جس کے ساتھ تیرا یہ وعدہ تھا کہ میں اس کے ذریعہ اسلام کو زندہ کروں گا۔ تیرا وعدہ تھا کہ میں اس کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“ پس اس کو تو پورا فرما۔

(ماخوذ از الفضل 14 مارچ 1944ء صفحہ 7 جلد 32 نمبر 61)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کا حصہ بنتے ہوئے آپ علیہ السلام کے مشن کی تکمیل میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے والے ہوں اور اسلام کی حقیقی شکل اور غلبے کو دنیا کو دکھانے والے بھی ہوں اور دیکھنے والے بھی ہوں۔

نماز کے بعد ایک جنازہ غائب پڑھوں گا جو کہ مولوی محمد یوسف صاحب درویش مرحوم (قادیان) کا ہے۔ 22 / جولائی 2015ء کو 94 سال کی عمر میں یہ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ آپ کو لمبا عرصہ مدرسہ احمدیہ میں قرآن کریم اور حدیث پڑھانے کا موقع ملا۔ بہت سادہ منکسر المزاج اور احساس ذمہ داری کے ساتھ خدمت بجالانے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ کا تعلق قصبہ موکل تحصیل چونیاں ضلع لاہور اور حال ضلع قصور سے تھا۔ آپ نے بچپن کی تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی۔ اس کے بعد 1939ء میں لاہور کی ایک اہلحدیث درسگاہ سے حدیث کی ابتدائی کتب پڑھنے کا موقع ملا۔ وہاں ان کی ملاقات ایک احمدی سے ہوئی جن سے احمدیت کا علم ہوا۔ بعد میں تحقیق حق کے لئے متعدد مرتبہ قادیان آتے رہے۔ کتب کا مطالعہ کرتے رہے۔ آخر 1944ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر دینی تعلیم کے حصول کے لئے قادیان آ گئے اور اپریل 1947ء میں آپ کا داخلہ مبلغین کلاس میں ہوا۔ پڑھائی کے دوران ہی تقسیم ملک اور قادیان سے ہجرت کا سانحہ پیش آیا مگر انہوں نے ہر حال میں قادیان میں رہنے کو ترجیح دی اور درویشانہ زندگی اختیار کر لی۔ 1949ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد پر کہ قادیان میں علماء کی کمی کو پورا کرنے کے لئے مبلغین کلاس میں سے بعض کو منتخب کر کے مزید تعلیم دلوائی جائے، آپ کو بھی مزید تعلیم کے لئے منتخب کیا گیا جس کا عرصہ چار سال تھا۔ اس تعلیم کے مکمل ہونے پر آپ کو مئی 1955ء میں قادیان کے مدرسہ احمدیہ میں بطور استاد مقرر کیا گیا۔ نومبر 1958ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ ایک لمبا عرصہ مدرسہ احمدیہ میں بطور استاد اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر سینئر شاہد گریڈ حاصل کرتے ہوئے ریٹائر ہوئے لیکن اس کے بعد بھی لمبا عرصہ مدرسہ احمدیہ میں خدمت بجالاتے رہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند عالم باعمل وجود تھے۔ اپنے شاگردوں سے والد کی طرح محبت کرتے تھے۔ مدرسہ احمدیہ میں سالہا سال طلباء کو علم حدیث سے روشناس کرواتے رہے۔ احادیث کی کتب کا گہرا مطالعہ تھا اور حسن بیان ایسا تھا کہ درس طلباء کے ذہن نشین ہو جاتا تھا۔ تاریخ احمدیت جلد نمبر 11 میں درویشان کی جو فہرست طبع شدہ ہے اس میں آپ کا نمبر 153 ہے۔ آپ نے درویشی کا طویل عرصہ باوجود مشکلات کے انتہائی صبر وشکر سے بسر کیا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک ربیب اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں یعنی ایک سوتیلا بیٹا ہے۔ آپ کے بیٹے مکرم جمیل احمد صاحب ناصر ایڈووکیٹ مشیر قانونی اور ناظم تشخیص جائیداد موصیان ہیں اور ربیب مکرم بدرالدین مہتاب صاحب بطور اسسٹنٹ مینیجر فضل عمر پریس میں کام کر رہے ہیں۔ بیٹی عائشہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر نصیر احمد صاحب حافظ آبادی کی اہلیہ ہیں اور اس وقت نصرت ویمن کالج کی پرنسپل کے طور پر خدمت سرانجام دے رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: خلافتِ حقّہ ...... از صفحہ نمبر 11

خود بھی ٹھہریں اور اپنی نسلوں میں کوشش کر کے اسی تعلیم اور حق تلاوت کو راسخ کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ یاد رکھیں اگر ہر احمدی نے اس اہم نکتے کو نہ سمجھا اور صرف اسی بات پر ہم اِتراتے رہیں کہ ہم قرآن کو ماننے والے ہیں تو جیسا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس سے بتایا ہے کہ قرآن ایسے پڑھنے اور ماننے والوں پر لعنت کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے نیک اعمال کی بجا آوری اصل چیز ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا اصل چیز ہے اور جب تک ہم اس پر قائم رہیں گے ہدایت کے راستے نہ صرف خود پاتے رہیں گے بلکہ دوسروں کو بھی دکھاتے رہیں گے......

قرآن کریم کو تدبّر سے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظلّ تھے۔ سو تم قرآن کو تدبُّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اُس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے“۔ (یعنی قرآن کے واسطے کے بغیر کوئی اور تمہیں ہدایت نہیں دے سکتا) ”خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں“۔

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27-26)

پس یہ توقعات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک احمدی سے ہیں۔ قرآن کریم کے تمام احکامات کی پیروی کی کوشش ہی ہے جو ہمیں نجات کی راہیں دکھانے والی ہے۔ اس کے لئے ایک لگن کے ساتھ، ایک تڑپ کے ساتھ ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ تقویٰ کے راستوں کی تلاش ہم نے کرنی ہے اور اسی مقصد کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے تو پھر یہ تقویٰ انہی راستوں پر چل کر ہی ملے گا جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ چلے تھے۔ اگر ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان کر دنیا میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے اور ایک انقلاب لانا ہے تو سب سے پہلے ہمیں اپنی حالتوں میں انقلاب لانا ہوگا۔ اپنی نسلوں میں انقلاب لانا ہوگا۔ اپنے ماحول کو اس روشن تعلیم سے آگاہ کرنا ہوگا۔ اس تعلیم سے اور اس پر عمل کرتے ہوئے ان لوگوں کے منہ بند کرنے ہوں گے جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں......

پس ہر احمدی کی آج ذمہ داری ہے کہ اس عظیم صحیفہ الٰہی کی، اس قرآن کریم کی تلاوت کا حق ادا کریں۔ اپنے آپ کو بھی بچائیں اور دنیا کو بھی بچائیں۔ جن لوگوں کی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے لیکن احمدی نہیں ہوئے ان میں سے بہت سوں نے آخر حقیقی اسلام اور حق کی تلاش میں احمدیت کی گود میں آنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے لئے ہر احمدی کو اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے۔ آج جب اسلام دشمن طاقتیں ہر قسم کے ہتھکنڈے اور اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنے پر تُلی ہوئی ہیں، بیہودگی کا ایک طوفان برپا کیا ہوا ہے تو ہمارا کام پہلے سے بڑھ کر اس الٰہی کلام کو پڑھنا ہے، اس کو سمجھنا ہے، اس پر غور کرنا ہے، فکر کرنا، تدبر کرنا ہے اور پہلے سے بڑھ کر اس کلام کے اتارنے والے خدا کے آگے جھکنا ہے تا کہ ان برکات کے حامل بنیں جو اس کلام میں پوشیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے“۔

(باقی آئندہ)

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 13

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اغراض قرآن کریم کے صحیح معنوں کا اظہار اور قرآن شریف کی سچی تعلیم پر عامل جماعت کا قیام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یہ بات واقعی سچ ہے کہ جو مسلمان ہیں یہ قرآن شریف کو بالکل نہیں سمجھتے۔ **لیکن اب خدا کا ارادہ ہے کہ صحیح معنے قرآن کے ظاہر کرے۔ خدا نے مجھے اسی لئے مامور کیا ہے اور مَیں اس کے الہام اور وحی سے قرآن شریف کو سمجھتا ہوں۔ ...... ان مسلمانوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا ہے اور اپنی طرف سے ایسی ایسی باتیں بنا کر قرآن شریف کی طرف منسوب کرتے ہیں جس سے قدم قدم پر اعتراض وارد ہوتا ہے اور ایسے دعاوی اپنی طرف سے کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں نہیں ہے اور وہ سراسر اس کے خلاف ہیں۔‘‘**

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 451-450۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

۞ ...... اسی طرح فرمایا:

’’دنیا کی عجیب حالت ہو رہی ہے جو ایک دردمند دل کو گھبرا دیتی ہے۔ بعض لوگ تو کھلے طور پر طالبِ دنیا ہیں اور ان کی ساری کوششیں اور تگ و دَو دنیا تک محدود ہے لیکن **بعض لوگ ہیں تو اسی مردود دنیا کے طلبگار مگر وہ اس پر دین کی چادر ڈالتے ہیں۔ جب اس چادر کو اٹھایا جاوے تو وہی نجاست اور بدبو موجود ہے۔ یہ گروہ پہلے گروہ کی نسبت زیادہ خطرناک اور نقصان رساں ہے۔** اگر لوگ جب ان دینداروں کی حالت کو دیکھتے ہیں تو وہ دہریئے ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ان کے اعمال کو ان کے اقوال کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ سننے والے جب ان کی باتوں کو سُن کر پھر ان کے اعمال کو دیکھتے ہیں تو ان کا ایمان بالکل جاتا رہتا ہے اور وہ دہریہ ہو جاتے ہیں۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ اس وقت قریباً علماء کی یہی حالت ہو رہی ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (سورۃ الصّف: 3) کے مصداق اکثر پائے جاتے ہیں اور قرآن شریف پر بگفتن ایمان رہ گیا ہے ورنہ قرآن شریف کی حکومت سے لوگ بکلّی نکلے ہوئے ہیں۔ احادیث سے پایا جاتا ہے کہ ایک وقت ایسا آنے والا تھا کہ قرآن شریف آسمان پر اُٹھ جائے گا۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ وہی وقت آ گیا ہے۔ حقیقی طہارت اور تقویٰ جو قرآن شریف پر عمل کرنے سے پیدا ہوتا ہے آج کہاں ہے؟ اگر ایسی حالت نہ ہو گئی ہوتی تو خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو کیوں قائم کرتا۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 467۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

۞ ...... فرمایا: ’’**خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ یہ جماعت گناہوں سے پاک ہو اور اپنے چال چلن کا عمدہ نمونہ دکھاوے۔ وہ قرآن شریف کی سچی تعلیم پر عامل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو جاوے۔**‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 145۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تلاوت قرآن کا حق

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومنوں کی ایک پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ اس کتاب یعنی قرآن کریم کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ تلاوت کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ کی آیت 122 میں فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ آتَیْنَاھُمُ الْکِتَابَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ ۔ یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

بعض لوگوں نے غلطی سے اس آیت میں اَلْکِتَابَ سے مراد بائبل لی ہے مگر یہ معنے اس جگہ چسپاں نہیں ہوتے۔ دراصل یہاں اَلْکِتَابَ سے مراد قرآن کریم ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ سورۃ البقرہ زیر آیت 122)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

(1) ’’تَلَا یَتْلُوْ کے معنے پڑھنے کے ہیں۔ پس یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ کے معنے یہ ہیں کہ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے، یا جس غور و فکر سے اس کو پڑھنا چاہئے اسی غور و فکر سے اسے پڑھتے ہیں۔

(2) تَلَا کے معنے پیچھے چلنے کے بھی ہیں۔ یعنی کہنے کے مطابق عمل کرنا۔ پس یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ کے یہ بھی معنے ہیں کہ یَتَّبِعُوْنَہٗ حَقَّ اِتِّبَاعِہٖ۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس پر پورے طور پر عمل کرتے ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر سورۃ البقرۃ زیر آیت 122)

....

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کرام نے قرآن مجید کی سوچ سمجھ کر صحیح رنگ میں تلاوت، اس پر تدبّر اور غور و فکر اور اس کے احکامات و تعلیمات پر عمل کی ترغیب و تحریص دلانے کے لئے نہ صرف اپنی تحریرات، فرمودات، خطبات اور خطابات میں بارہا مختلف رنگوں میں، مختلف انداز میں احباب جماعت کو نہایت تاکیدی نصائح فرمائیں اور قرآن مجید کی محبت کو دلوں میں جاگزیں کرنے کے لئے جلیل القدر مساعی فرمائیں بلکہ عملی طور پر بہت سے ایسے منصوبے، ایسی تحریکات، ایسی سکیمیں جماعت کے سامنے رکھیں اور جماعتی اداروں اور ذیلی تنظیموں کے ذریعہ ہر ملک میں، ہر سطح پر ایسے پروگرام جاری فرمائے جن کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت دن بدن قرآن مجید کی محبت اور عرفان میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور اس کے حقائق و معارف سے مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر اس پاک کلام کی تاثیرات و برکات پر زندہ گواہ ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں اس موضوع پر ایک وسیع ذخیرہ ایسی ہدایات اور عملی تدابیر کے ذکر پر مشتمل موجود ہے۔

امرِ واقعہ تو یہ ہے کہ جماعت کا ہر پروگرام ہی قرآنی تعلیمات پر مبنی ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کی کوئی بات، کوئی تحریک قرآن سے باہر نہیں ہے۔ اور خلافت احمدیہ کے زیر ہدایت و نگرانی دنیا بھر میں ایک باقاعدہ نظام کے تحت تعلیم قرآن اور اشاعت قرآن اور قرآنی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کے لئے وعظ و نصیحت اور عملی جدّ و جہد کا ایک مربوط سلسلہ قائم ہے۔ اور یہ نظام عالمی ہے۔ کسی ایک ملک یا خطّے یا ایک قوم یا قبیلے تک محدود نہیں۔ اور یہ امتیاز بھی صرف خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت کو ہی حاصل ہے۔ پھر ان تمام علمی و عملی کوششوں کے ساتھ ساتھ خلیفۂ وقت کی خصوصی دعائیں اور ہمہ وقت کی رہنمائی و نگرانی ان کوششوں کو باثمر کرنے والی ہے۔ ان تمام ہدایات و ارشادات کا ذکر تو ہزارہا صفحات پر بھی سما نہیں سکتا۔

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے صرف ایک خطبہ جمعہ سے ایک حصّہ بطور نمونہ ہدیۂ قارئین ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس طرح خلافت کے زیر سایہ ہمیں مسلسل رہنمائی حاصل ہے اور جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ’’قرآن شریف کی سچی تعلیمات پر عامل‘‘ جماعت کے معیاروں کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور بار بار وعظ و تذکیر اور حسن تدابیر کے ذریعہ اس عظیم مقصد کو جماعت کے سامنے رکھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں اسلام کی سچی تعلیم پر عمل کرنے والا بنائے۔ ہمارے اخلاق میں قرآنی تعلیمات کی جھلک دکھائی دے اور ہم قرآن کریم کی صداقتوں پر اور اس کی برکات و تاثیراتِ علمی و روحانی پر عملی طور پر زندہ گواہ بننے والے ہوں۔

....

۞ ...... امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مارچ 2008ء میں قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالوں سے قرآن مجید کی تلاوت کے آداب اور اس نعمت کی قدر کرنے کی تاکیدی نصائح کرتے ہوئے فرمایا:

’’**پہلی بات تو یہ ہے کہ احمدی جب بیعت کرتا ہے، یہ عہد کرتا ہے کہ میں روحانی تبدیلی کے لئے زمانے کے امام کی بیعت میں آیا ہوں تو وہ خود بخود اس طرف متوجہ ہو کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تعلق بھی بڑھانا ہے جو کہ اس کا حقیقی عبد بن کے ہی بڑھ سکتا ہے، جو کہ عبادتوں کے معیار بلند کرنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ دوسرے اس تعلیم کی طرف توجہ ہو جو قرآن کریم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے۔** اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری کتاب کو اس کا حق ادا کرتے ہوئے پڑھو۔ ...... تلاوت کا حق کیا ہے؟ تلاوت کا حق یہ ہے کہ جب قرآن کریم پڑھیں تو جو اوامر و نواہی ہیں ان پر غور کریں۔ جن کے کرنے کا حکم ہے ان کو کیا جائے۔ جن سے رُکنے کا حکم ہے ان سے رُکا جائے۔ ...... پس یہ ذمہ داری ہے ہر احمدی کی کہ وہ اپنے جائزے لے کہ کس حد تک ان احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں دیئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں۔ جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے۔ نہ خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا اور ’’ق‘‘ اور ’’ع‘‘ کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے۔ **مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔** یہ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدنظر نہ رکھا جاوے، اس پر پورا غور نہ کیا جاوے، قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے‘‘۔

(الحکم جلد 5 نمبر 12 مورخہ 31 مارچ 1901ء صفحہ 3)

پس یہ ہے تلاوت کا حق جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے۔

ایک وقت تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ صحیح طور پر قرآن کریم نہیں پڑھا جاتا جماعت کو صحتِ تلفّظ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اس طرح پڑھا جائے۔ کیونکہ زیر زبر پیش کی بعض ایسی غلطیاں ہو جاتی تھیں، کہ ان غلطیوں کی وجہ سے معنے بدل جاتے ہیں یا مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ تو اس طرح آپ نے صحتِ تلفّظ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد جماعت میں اس طرف خاص توجہ پیدا ہوئی۔ **لیکن اس بات کی ضرورت ہے کہ ترجمۂ قرآن کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ ذیلی تنظیمیں بھی کام کریں۔ جماعتی نظام بھی کام کرے۔ ...... کیونکہ ترجمہ آئے گا تو پھر ہی صحیح اندازہ ہو سکے گا کہ احکامات کیا ہیں؟** جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ غور کرو تبھی غور کی عادت پڑے گی۔ عمل کی طرف توجہ پیدا ہو گی اور یہی تلاوت کا حق ہے۔

ایک صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

’’**قرآن شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہئے۔** حدیث شریف میں آیا ہے۔ رُبَّ قَارٍ یَلْعَنُہُ الْقُرْآنُ۔ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں‘‘۔ پڑھنے والے ہیں کہ ’’جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ **جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے**‘‘۔ فرمایا: ’’تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 157 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس یہ اسلوب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں بتا دیا۔ اور جیسا کہ میں نے کہا یہ تبھی ممکن ہے جب اس کا ترجمہ آتا ہو گا۔ **اب بہت سے ایسے ہیں جن کی تلاوت بہت اچھی ہے۔ دل کو بھاتی ہے لیکن صرف آواز اچھی ہونا**

ان پڑھنے والوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی جب تک کہ وہ اس کو سمجھ کر نہ پڑھیں۔ کسی بھی اچھی آواز کی تلاوت اس شخص کو تو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو اچھی آواز میں یہ تلاوت سن رہا ہے اور اس کا مطلب بھی جانتا ہے۔ جب پیشگوئیوں کے بارے میں سنتا ہے اور پھر اپنے زمانے میں انہیں پوری ہوتی دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنتا ہے کہ اس زمانے کی پیشگوئیوں کے پورے ہونے کے نظارے دیکھے۔ اور اس پر پھر مستزاد یہ کہ ایک احمدی شکر گزاری کرتا ہے کہ جس مسیح و مہدی کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی، جس کے زمانے میں یہ قرآنی پیشگوئیاں پوری ہونی تھیں، اسے ماننے کی بھی ہمیں توفیق ملی۔ پھر نئے سائنسی انکشافات ہیں۔ ان کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل لبریز ہوتا ہے، دل بھر جاتا ہے۔ چودہ سو سال پہلے یہ باتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم کے ذریعے سے بتا دیں۔ پرانی قومیں جنہوں نے نبیوں کا انکار کیا اور اس انکار کی وجہ سے ان سے جو سلوک ہوا اس پر ایک خدا کا خوف رکھنے والا، قرآن کریم کا ترجمہ سمجھنے والا، اس کے الفاظ کو سمجھنے والا استغفار کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس حالت سے بچایا ہوا ہے اور آئندہ بھی بچائے رکھے۔ تو جتنا جتنا فہم و ادراک ہوگا اتنا اتنا اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب پر ایمان اور یقین بڑھتا جائے گا۔ اور یہی چیز ہے جو حق تلاوت ادا کرنے والی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بارہ میں کیا نصیحت فرماتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ حضرت عُبیدہ مُلیکی رضی اللہ عنہ جو صحابہؓ میں سے ہیں یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اہل قرآن! قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو اور اس کی تلاوت رات کو اور دن کے وقت اس انداز میں کرو جیسے اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے۔ اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو اور اس کے مضامین پر غور کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکاۃ المصابیح کتاب الفضائل کتاب فضائل القرآن حدیث نمبر 2210)

پس اس آیت کی مزید وضاحت بھی ہو گئی کہ حق تلاوت ادا کر کے صرف گھاٹے سے ہی نہیں بچ رہے ہو گے جیسا کہ اس کے آخر میں لکھا ہوا ہے بلکہ ان لوگوں میں شامل ہو رہے ہو گے جو فلاح پانے والے ہیں۔ ان لوگوں میں شامل ہونے جا رہے ہو جو کامیابیاں حاصل کرنے والے ہیں۔

پھر ایک روایت میں حق تلاوت ادا کرنے والے کے مقام بلکہ اس کے والدین کے مقام کا بھی، جنہوں نے ایک بچے کو اس تلاوت کی عادت ڈالی، ذکر یوں ملتا ہے۔ سہل بن معاذ جُہنیؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو دو تاج پہنائے جائیں گے جن کی روشنی سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہو گی جو ان کے دنیا کے گھروں میں ہوتی تھی۔ پھر جب ان کے والدین کا یہ درجہ ہے تو خیال کرو کہ اس شخص کا کیا درجہ ہوگا جس نے قرآن پر عمل کیا۔

(ابوداؤد کتاب الوتر باب ثواب قراءۃ القرآن)

پس والدین کو بھی توجہ کرنی چاہئے کہ یہ اعزاز ہے جو بچوں کو قرآن پڑھانے پر والدین کو ملتا ہے۔ تو اپنے بچوں کو اس خوبصورت کلام کے پڑھانے کی طرف بھی توجہ دیں اور ان میں پڑھنے کی ایک لگن بھی پیدا کریں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس کا حافظ ہے وہ ایسے لکھنے والوں کے ساتھ ہوگا جو بہت معزز اور بڑے نیک ہیں۔ اور وہ شخص جو قرآن کریم کو پڑھتا ہے اور اس کی تعلیمات پر شدت سے کاربند ہوتا ہے اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر)

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً یہ دل بھی صیقل کئے جاتے ہیں جس طرح لوہے کے زنگ آلود ہونے پر اسے صیقل کیا جاتا ہے۔ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اس کی صفائی کیسے کی جائے؟ یعنی دل کی صفائی کس طرح کی جاتی ہے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔

(مشکاۃ المصابیح کتاب الفضائل القرآن الفصل الثالث)

پس موت کی یاد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں رکھتی۔ اس پر یقین ہو کہ جزا سزا کا دن آنا ہے۔ اور قرآن کریم کی تلاوت، اس کا حق ادا کرنے سے نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ اس حق ادا کرنے کی وجہ سے ایک مومن اس دنیا میں بہترین اجر حاصل کرنے والا بن جاتا ہے اور آخرت میں بھی اس کے لئے بہترین اجر ہوتا ہے۔ صاف دل ہو کر حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی کی طرف ایک مومن کی توجہ رہتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح قرآن پڑھتے تھے؟ اس کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ کیونکہ بعض لوگ قرآن کریم جلدی جلدی پڑھنے میں زیادہ قابلیت سمجھتے ہیں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق اس سے بالکل مختلف تھا۔ اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے:

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیا کرتے تھے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الوتر باب استحباب الترتیل فی القراءۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قرآن کریم کے کئی بطن ہیں۔ یعنی اس کے الفاظ میں اتنے گہرے حکمت کے موتی ہیں کہ ہر دفعہ جب ایک غور کرنے والا اس کی گہرائی میں جاتا ہے تو نیا حسن اس کی تعلیم میں دیکھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تو کوئی اس گہرائی کا علم نہیں رکھ سکتا جو قرآن کریم کے الفاظ میں ہے۔ پس آپؐ جب ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے تو ان الفاظ کے مطالب، ان کے معانی، ان کی گہرائی کی تہ تک پہنچتے تھے۔ لیکن آپ کا یہ اسوہ ہمیں اس بات پر توجہ دلاتا ہے کہ قرآن کریم کو غور اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور تدبر اور فکر کریں۔ اسی غور و فکر کی طرف توجہ دلانے کے لئے آپؐ نے اپنے ایک صحابیؓ کو یوں تلقین فرمائی تھی۔

روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت ایک ماہ میں مکمل کیا کرو۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ میں اس سے جلدی پڑھنے کی قوت پاتا ہوں۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر ایک ہفتہ میں مکمل کیا کرو اور اس سے پہلے تلاوت قرآن مکمل نہ کرنا۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب فی کم یقرء القرآن)

پس اگر وقت ہے تو پھر بھی اجازت نہیں کہ ایک ہفتہ سے پہلے قرآن کریم کا دور پورا مکمل کیا جائے کیونکہ فکر اور غور نہیں ہو سکتا۔ جلدی جلدی پڑھنا صرف مقصد نہیں ہے۔

اس بات سے صحابہؓ کے شوق تلاوت کا بھی پتہ لگتا ہے کہ ان کے نزدیک اس کی کتنی اہمیت تھی۔ اور یہ جو ہمارا زمانہ ہے اس زمانہ میں قرآن کریم کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو گئی ہے کیونکہ ترجیحات بدل گئی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''میں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جب کہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بُطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی''۔

(الحکم جلد 4 نمبر 37 مورخہ 17 اکتوبر 1900ء صفحہ 5)

پس یہ ایک اہم نکتہ ہے جسے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں اس کتاب کو پڑھنے سے مخالفین کے منہ بند کئے جا سکتے ہیں اور یہی اسلام کی عزت بچانا ہے۔ لیکن کیا صرف پڑھنا کافی ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ بڑے واضح ہیں کہ 'اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے'۔ یعنی قرآن کریم میں وہ دلائل ہیں جن سے اسلام کی عزت قائم ہو گی اور اُس جھوٹ کی جو مخالفین اسلام پر افتراء کرتے ہیں، جڑیں اکھیڑی جائیں گی۔ اور یہی اصول ہے جس سے اسلام کی عزت بچائی جائے گی۔ جھوٹ کا خاتمہ اس وقت ہوگا جب ہمارے ہر عمل میں اس تعلیم کی چھاپ نظر آ رہی ہو گی اور یہ چھاپ بھی اس وقت ہو گی جب ہم اس پر غور کرتے ہوئے باقاعدہ تلاوت کرنے والے بنیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں''۔ یعنی جو چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کے بغیر فتح حاصل ہو جائے۔ ''صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے، پورے ہو گئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا''۔

(ملفوظات جلد اول۔ صفحہ 409۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیا تھی؟ یہ اس تعلیم پر مکمل طور پر عمل کرنے کی کوشش تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری تھی۔ اور پھر ایک دنیا نے دیکھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جس شہر میں آزادانہ طور پر پھر نہ سکتے تھے اور پھر ایک وقت آیا کہ جب اس شہر سے نکالے بھی گئے۔ اسی اطاعت اور اسی تعلیم پر عمل کرنے کی وجہ سے اس شہر میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آج بھی ہماری فتوحات اسی تعلیم پر عمل کرنے کی وجہ سے ہوں گی۔ انشاء اللہ۔

پھر اچھی آواز میں تلاوت کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ ایک روایت ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کے حسن میں اپنی عمدہ آواز کے ساتھ اضافہ کیا کرو کیونکہ عمدہ آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کا موجب ہوتی ہے۔

(مشکاۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن)

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''قرآن شریف کو بھی خوش الحانی سے پڑھنا چاہئے۔ بلکہ اس قدر تاکید ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور خود اس میں ایک اثر ہے۔ عمدہ تقریر خوش الحانی سے کی جائے تو اس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ وہی تقریر ژولیدہ زبانی سے کی جائے'' یعنی کہ واضح طور پر نہ ہو'' تو اس میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جس شے میں خدا تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے اس کو اسلام کی طرف کھینچنے کا آلہ بنایا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔ حضرت داؤدؑ کی زبور گیتوں میں تھی اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ جب حضرت داؤدؑ خدا تعالیٰ کی مناجات کرتے تھے تو پہاڑ بھی ان کے ساتھ روتے تھے اور پرندے بھی تسبیح کرتے تھے''۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 524 مطبوعہ ربوہ)

تو اس خوش الحانی کا بھی مقصد ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا رکھا ہے؟ یہ کہ اس سے اسلام کی تبلیغ ہو۔ وہ لوگ جو اچھی آواز سے متاثر ہوتے ہیں ان کو متاثر کر کے پھر اس تعلیم کے اصل مغز سے آگاہ کیا جائے۔ ......قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ حقیقی تعلیم اور فطرت کے مطابق تعلیم اور ہدایت کے راستے قرآن کریم میں ہی ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ اِنَّ ھٰذَاالْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا۔ (بنی اسرائیل:10) یعنی یقیناً یہ قرآن اس (راہ) کی طرف ہدایت دیتا ہے جو سب سے زیادہ قائم رہنے والی ہے اور ان مومنوں کو جو نیک کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر (مقدر) ہے۔

پس یہ اعلان غیر مسلموں کے لئے بھی ہے اور مومنین کے لئے بھی۔ قرآن کریم کی ہدایت اور مقاصد بہت اعلیٰ ہیں۔ اور یہ ہدایت اور یہ شریعت ہمیشہ کے لئے ہے جبکہ پہلی شریعتیں نہ مکانی وسعت رکھتی تھیں نہ زمانی وسعت۔ نہ ہی ان میں کاملیت ہے، نہ ہی فطرت کے مطابق ہیں۔ ......پس یہ پیغام ہے ہر غیر کے لئے جو ہم نے پہنچانا ہے کہ آئندہ اگر روحانی اور جسمانی انعامات حاصل کرنے ہیں تو یہی قرآن ہے جس کی تعلیم پر عمل کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ پھر مومنوں کو بشارت ہے کہ جب تک تمہارے عمل نیک رہیں گے، اعلیٰ مقاصد کے حصول کی کوشش کرتے رہو گے تو تمہارے انعام اس اعلیٰ عمل کے نتیجے میں بڑھتے بھی رہیں گے اور بہت اعلیٰ بھی ہوں گے۔

پس جیسا کہ میں پہلے شروع میں ذکر کر آیا ہوں کہ قرآن کریم کی تلاوت کا حق مومنین کے نیک اعمال کے ساتھ مشروط ہے۔ اس لئے اپنے اعمال کی حفاظت کرتے رہنا یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ایک مسلمان پر ڈالی گئی ہے۔ اور نہ صرف ہر مسلمان پر اپنی ذات کے بارے میں یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے بلکہ آئندہ نسلوں کو بھی اس انعام اور اس کے بڑے اجر سے آگاہ کرنے کی ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔ یہ نہ ہو کہ صرف اس بات پر فخر رہے کہ ہمیں وہ کتاب دی گئی ہے جس کا مقام سب پہلی شریعتوں سے اعلیٰ ہے بلکہ یہ فکر رہے کہ اس کی تعلیم اپنے اوپر لاگو کریں اور اپنے اوپر لاگو کر کے اس کے انعامات کے مستحق

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطاب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

....از صفحہ نمبر 20

مختلف کتابوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اقتباسات لے کر ''تعلیم فہمِ قرآن'' کے نام سے اِس کو اکٹھا کیا۔ وہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ یہ جماعت کے لٹریچر میں بڑا اچھا اضافہ ہے۔ سارے حضرت مسیح موعو علیہ السلام کے اقتباسات ہی ہیں، ان کو ترتیب دیا گیا ہے۔

پھر ''وقفِ زندگی کی اہمیت اور برکات'' یہ افتخار ایاز صاحب کی ایک کتاب ہے۔

طاہر فاؤنڈیشن کی شائع شدہ کتب

2003ء کے موقع پر جو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے کام کو جاری کرنے کے لیے طاہر فاؤنڈیشن کا قیام کیا تھا اس کے تحت بھی کچھ کام ہوا ہے۔ پہلے تو گزشتہ سال ''خطباتِ طاہر'' کی جلد اوّل آئی تھی جس میں 1982ء کے خطبات شامل تھے۔ اِس سال دوسری جلد شائع ہوئی ہے جو 1983ء کے خطباتِ جمعہ پر مشتمل ہے اور تیسری جلد 1984ء کے خطبات پر مشتمل ہے۔

پھر وکالتِ تصنیف کی جو رپورٹ ہے اس کے مطابق ملک غلام فرید صاحب کی کمنٹری جو تھی معروف غلطیوں کے حوالے ٹھیک کر کے دوبارہ مرکز سے ٹائپ ہوئی ہے۔

اور پھر تلاوت قرآن کریم کی کیسٹ قاری عاشق صاحب کی آواز میں اور ملک غلام فرید صاحب کے ترجمہ قرآن کے ساتھ C.D. تیار ہوئی ہے۔ یہ بھی اچھی ہے۔

پھر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' انگریزی آڈیو کی پانچ CDs تیار ہوئی ہیں۔ انگلش ترجمہ کسی ماہر نے پڑھا ہے۔

روحانی خزائن، ملفوظات، مجموعہ اشتہارات۔ ان تمام کی سی ڈیز بھی تیار ہوئی ہیں۔

پندرہ مختلف زبانوں میں 288 جماعتی مختلف کتب، پمفلٹس اور فولڈرز وغیرہ 9 لاکھ 71 ہزار سے زائد کی تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔

"Review of Religions" انگریزی اور ''اَلتَّقْوٰی'' عربی جو جماعتی رسالے ہیں، ان کی جو اشاعت ہے اس میں ابھی تک کمی ہے۔ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس لیے جماعتیں اس طرف توجہ دیں۔ عربی دان طبقہ ''اَلتَّقْوٰی'' کو خود اپنے نام بھی لگوائیں اور اپنے دوستوں کے نام بھی لگوائیں۔ اور جو "Review of Religions" ہے اس طرف بھی خصوصی توجہ دیں تا کہ اس کی خریداری بڑھے۔

نمائشیں

جماعت کے تعارف کے لیے جو مختلف نمائشیں لگتی ہیں اور جہاں قرآن کریم کے تراجم بھی پیش ہوتے ہیں۔ لٹریچر بھی ہوتا ہے، یہ بھی ایک تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ اس سال مختلف جگہوں پر 257 نمائشیں لگائی گئیں جن کے ذریعہ اندازاً پانچ لاکھ سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔ انڈیا، ہالینڈ، کینیڈا، امریکہ اور یوکے نے اس میں نمایاں کام کیا ہے۔

بک سٹالز اور بک فیئرز

بک سٹالز اور بک فیئرز، یہ بھی پیغام پہنچانے کا ایک اچھا ذریعہ ہے، مختلف لوگ آتے ہیں۔ جہاں نمائشیں ہوتی ہیں وہاں جب سٹالز لگائے جاتے ہیں تو ہمارے سٹالوں پر بھی لوگ آتے ہیں۔ تو اس سال 2,755 بک سٹالز اور بک فیئرز میں جماعت نے حصہ لیا اور تقریباً 19 لاکھ افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ اور ان بکسٹال لگانے والوں میں جو نمایاں ممالک ہیں ان میں جرمنی ہے، ہالینڈ ہے، یوکے ہے، بیلجیئم، اٹلی، سپین، سوئٹزرلینڈ، تنزانیہ، کینیا، ماریشس، بورکینا فاسو، امریکہ اور کینیڈا۔

رقیم پریس

رقیم پریس جو ہمارا جماعت کا ایک پریس ہے۔ اسلام آباد میں بھی یہ کام کر رہا ہے۔ ہیڈکوارٹر اس کا یہیں ہے اور اسی کے تحت افریقہ کے 6 ممالک میں یہ کام کر رہا ہے۔ غانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، آئیوری کوسٹ اور گیمبیا میں۔ تین چار ملکوں کے تو مَیں دیکھ بھی چکا ہوں۔ اچھا کام کر رہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے جماعتی لٹریچر میں ان کی وجہ سے اضافہ ہو رہا ہے اور لکھوکھہا کی تعداد میں لٹریچر چھپتا ہے۔

لٹریچر کی طباعت

اس سال جو مختلف لٹریچر یہاں سے چھپا ہے چھوٹے چھوٹے پمفلٹس وغیرہ وہ دو لاکھ گیارہ ہزار (2,11,000) کی تعداد میں چھپے۔ اور افریقن ممالک میں جو مختلف کتابیں وغیرہ شائع ہوئیں ان کی تعداد 3,09,500 تھی۔ اخبارات، فولڈرز اور چھوٹا چھوٹا لٹریچر جو ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ افریقہ کے پریسوں میں سے نائیجیریا کا پریس اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت سب سے اچھا کام کر رہا ہے۔ غانا کو بھی ذرا تیز ہونا چاہیے۔ وہاں 25 مختلف جماعتی کتب ایک لاکھ 16 ہزار کی تعداد میں طبع ہوئی ہیں۔ اور پھر نائیجیریا کا پریس بالکل اپنے پاؤں پر کھڑا ہے۔ باقی تو کچھ نہ کچھ مدد لے لیتے ہیں اس پریس نے 4 مختلف مشینیں بھی اپنی آمد سے ہی خریدی ہیں۔ گیمبیا کا پریس بھی ترقی کی طرف چل رہا ہے، اچھا کام شروع ہو گیا ہے۔ اس میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ سیرالیون کے پریس نے بھی کچھ کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ آئیوری کوسٹ کا جو پریس ہے وہاں سے ہمارا "Review of Religions" فرانسیسی زبان میں شائع ہوتا ہے جو افریقہ کے مختلف فرنچ بولنے والے ملک ہیں ان کو بھجوایا جاتا ہے۔ غانا کے پریس میں "Guidance" اور "Review of Religions" شائع ہو رہا ہے لیکن اس میں مزید بہت گنجائش ہے۔ اس بارے میں امیر صاحب کو مزید کوشش کرنی چاہیے۔ انچارج پریس کو اس دفعہ یوکے سے بھجوایا گیا تھا وہاں دورہ بھی کر کے آئے ہیں۔

عربک ڈیسک

عربک ڈیسک جو ہے یہاں بھی مختلف کام ہوئے ہیں۔ کچھ کا تو مَیں ذکر کر آیا ہوں۔ امسال اللہ کے فضل سے 44 مختلف پمفلٹس شائع ہوئے ہیں اور 9 نئی کتابیں شائع ہوئیں۔ 7 پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف کتب ہیں ان پر کام ہو رہا ہے۔ ''اَلسِّیْرَۃُ الْمُطَھَّرَۃ'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت ہے۔ یہ مصطفیٰ ثابت صاحب نے لکھی ہے۔ پھر اَور مختلف کتب ہیں جن پر یہاں کام ہو رہا ہے۔ پھر عربی میں 13 کتب اور پمفلٹس انٹرنیٹ پر بھی دیئے جا چکے ہیں کیونکہ آج کل نوجوانوں کو اور بعض پڑھے لکھے لوگوں کو انٹرنیٹ پر بیٹھ کے پڑھنے کا زیادہ شوق ہے۔ اسی طرح 2001ء سے رسالہ ''اَلتَّقْوٰی'' بھی دیا جا رہا ہے اور کچھ اَور کتابیں بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عربی زبان میں پہلی دفعہ جماعت کی ویب سائٹ شروع ہوئی ہے جو کہ جماعت کبابیر نے بڑی محنت سے تیار کی ہے اور اچھا مواد اس میں ڈالا ہے۔ امیر صاحب کبابیر کی نگرانی میں یہ کام ہو رہا ہے۔ خدّام کی ایک ٹیم یہ کام کر رہی ہے۔ اس کے مینیجر میمون لطفی عودہ صاحب ہیں جبکہ دوسرے کام کرنے والے ربیع مفلح صاحب، جعفر محمد عودہ صاحب، بلال عبدالکریم عودہ صاحب، ہاشم عودہ صاحب اور عبدالسلام عودہ صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔

فرنچ ڈیسک

فرنچ ڈیسک میں جہانگیر صاحب کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کافی کام ہو رہا ہے۔ قرآن کریم کے فرنچ ترجمہ کے نئے ایڈیشن کی نظر ثانی ہو رہی ہے۔ ''نیو ورلڈ آرڈر'' اور Revelation, Rationality, Knowledge & Truth اور An Elementary Study of Islam کا فرنچ ترجمہ ہو رہا ہے۔ Message of Hope جو ہے اُس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ True Story of Jesus کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ ایم ٹی اے کے کام بھی ہو رہے ہیں۔ دو آدمی ہیں اور بڑی محنت سے کام کرتے ہیں۔ اِسی ڈیسک کے تحت ''لقاء مع العرب'' کے 389 پروگراموں کا فرنچ ترجمہ ہو چکا ہے۔ 270 مجالس سوال و جواب کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ ترجمۃ القرآن کی 55 کلاسیں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ اور اسی طرح ہر ہفتے جو میرے خطبات ہیں اور تقاریر وغیرہ ان کا بھی باقاعدہ ترجمہ ہو رہا ہے۔

بنگلہ ڈیسک

اِسی طرح بنگلہ ڈیسک ہے یہ بھی اچھا کام کر رہا ہے۔ پرانے خطبات کے تراجم بھی کر رہے ہیں۔ لائیو (Live) بھی چل رہے ہیں۔ فیروز عالم صاحب نے مجھے بتایا کہ جب یہ پروگرام ایم ٹی اے پر پیش ہوتے ہیں تو یہاں لندن میں جو دو لاکھ سے اُوپر بنگالی ہیں، یہ بڑے شوق سے ایم ٹی اے کے پروگرام سنتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ بنگلہ ڈیسک بھی بڑا اچھا کام کر رہا ہے۔

چینی ڈیسک

پھر چینی ڈیسک ہے۔ عثمان چینی صاحب کی زیرِ نگرانی اس میں بھی کافی کام ہوا ہے۔ جہاد پر اور دوسرے عناوین کے تحت انہوں نے پمفلٹ وغیرہ چینی ترجمہ کیے ہیں۔ چینی صاحب کہتے ہیں کہ چین میں کئی لوگ ہمارے ترجمۂ قرآن سے فائدہ اٹھا کر چینی زبان میں اپنا ترجمہ کر رہے ہیں۔ بلکہ کچھ تھوڑی ایمان داری ان میں ہے کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک نے تو تبصرہ کے لیے عثمان چینی صاحب کو اپنا ترجمہ بھجوا دیا ہے۔ اگرچہ وہاں کھلی اجازت نہیں ہے لیکن پھر بھی وہاں لٹریچر پہنچ جاتا ہے۔ چینی زبان میں انٹرنیٹ پر مواد ڈالا جا رہا ہے اور قرآن کریم کا مکمل ترجمہ چینی زبان میں ڈال دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مزید 7 کتابیں ڈالی جا چکی ہیں۔

مجلس نصرت جہاں

مجلس نصرت جہاں کے تحت افریقہ کے 12 ممالک میں ہمارے 37 ہسپتال اور کلینکس اللہ کے فضل سے کام کر رہے ہیں اور 465 ہائر سیکنڈری سکول اور جونیئر سکولز اور سیکنڈری سکول کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح پرائمری سکولز ہیں۔ بینن میں پاراکو کے مقام پر کرائے کی عمارت میں اس سال ہمارا نیا کلینک شروع ہو گیا ہے۔ گزشتہ سال دورے کے دوران اس کلینک کی میں نے بنیاد رکھی تھی وہ عمارت بھی انشاء اللہ تعمیر ہو جائے گی۔

اس سال کینیا میں دورے کے دوران شیانڈا کے مقام پر ہسپتال کا سنگِ بنیاد رکھا گیا ہے۔ نیروبی میں جو ہمارا کلینک ہے اس کو وسعت دی جا رہی ہے۔ یہاں بھی انشاء اللہ مزید شعبے قائم ہوں گے۔ بینن میں بھی ایک ڈسپنسری نے کام شروع کر دیا ہے۔

فرنچ ممالک میں پہلے ہمارے سکول نہیں ہوتے تھے اب وہاں بھی سکولوں کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ بورکینا فاسو میں ڈوری کے مقام پر سکول کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے۔

پھر کایا (Kaya) میں ایک عمارت لے کر سکول شروع کر دیا ہے۔ عمارت بھی جلد ہی تعمیر ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔

لیو (Leo) کے مقام پر بھی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مکمل ہو جائے گی تو مزید تعارف کے راستے کھلیں گے۔

ایمان افروز واقعات

اب اس مجلس نصرت جہاں کے کام کے سلسلے میں بعض واقعات کا ذکر کر دیتا ہوں۔

ہمارے جو ہسپتال اور کلینک ہیں اُن میں اِس طرح سہولتیں میسر نہیں ہیں جس طرح ایک اچھے ہسپتال میں ہونی چاہئیں لیکن اس کے باوجود لوگ علاج کے لیے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے ہسپتالوں کو جو شہرت دی ہوئی ہے کہ یہاں سے مریض شفایاب ہو کر جاتے ہیں اس کی وجہ سے اکثر مریض یہاں آتے ہیں۔ ڈاکٹر طارق صاحب نائیجیریا سے لکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا پیچیدہ آپریشن تھا۔ ایک مریضہ کے رحم سے 21 کلو وزنی رسولی نکالی گئی۔ اور یہ ایک ریکارڈ ہے۔ یہ خاتون کئی سالوں سے رسولی کی وجہ سے بیمار تھیں۔ تو اس وجہ سے ان کو نئی زندگی ملی۔ بڑی خوش ہو کے گئیں۔ اور ہمارے ہسپتال ہیں بھی سستے۔ عموماً 7 گنا کم قیمت ہے۔ وہاں جو لوکل تھے حیران تھے کہ تم نے اتنا بڑا آپریشن کر کس طرح لیا ہے؟ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے ڈاکٹروں کے ہاتھوں میں شفا رکھی ہے۔

پھر اسی طرح اور بہت سارے مریض ہیں۔ ایک اگیزیما کے مریض تھے جن کو صحت نہیں مل رہی تھی۔ ہمارے ہسپتال میں آئے۔ اس حد تک بیمار ہو گئے تھے کہ کہتے تھے میرا خودکشی کرنے کو دل چاہتا ہے۔ بڑا سخت اگیزیما تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دی۔ پھر پراسٹیٹ کے کینسر کے ایک مریض تھے اُن کو اللہ تعالیٰ نے شفا دی۔ اس طرح اَور بہت سارے واقعات ہیں۔

پریس اینڈ پبلیکیشن سیکشن

پھر پریس اینڈ پبلیکیشن (Press and Publication) ایک سیکشن ہے۔ اس میں چودھری رشید صاحب بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔ مخالفین کے وقتاً فوقتاً جو اعتراضات آتے ہیں ان کا اخباروں میں جواب دیتے ہیں۔ مختلف ملکوں میں جماعت کے خلاف تحریکیں ہوتی ہیں، تنگ کیا جاتا ہے اس کا اخباروں میں بیان آتا ہے۔ مختلف جگہوں سے رابطے ہوتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کے فضل سے اچھا کام ہو رہا ہے۔

ایم ٹی اے (M.T.A.)

پھر ایم ٹی اے کی نشریات دَوروں کی وجہ سے اب مختلف ملکوں سے براہِ راست بھی آنی شروع ہو گئی ہیں۔ اِس کا پہلے تصور نہیں تھا۔ افریقہ سے، کینیا سے براہِ راست آیا ہے۔ باقی جگہوں سے ٹیلی فون پر آتا رہا۔ پھر انگلستان میں بھی گزشتہ سال پہلی دفعہ لندن سے باہر دو جگہوں سے خطبات آئے۔ کینیڈا میں ٹورانٹو سے باہر دو تین جگہوں سے آئے۔

ایم ٹی اے کی ٹیم میں 99 مرد اور 39 خواتین ہیں۔

13 ڈیپارٹمنٹس ہیں۔ ان میں سے اکثریت جو ہے والنٹیئر زکی ہے اور اللہ کے فضل سے بڑی خوش اسلوبی سے سارا کام چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔ لوگ جو خط لکھتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایم ٹی اے دیکھنے کی وجہ سے کتنی دور بیٹھے لوگوں کی کتنی پیاس بجھتی ہے۔

اس موقع پر کچھ نعرے لگائے گئے تو حضور نے فرمایا: فگرز (figures) سے تو بعض لوگوں کو نیند آنی شروع ہو جاتی ہے اس لئے بیچ میں نعرے لگ جاتے ہیں۔

اب کچھ واقعات بیان کر دیتا ہوں۔

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے تبلیغ کے بہت سے مواقع مل رہے ہیں۔ مل کیا رہے ہیں، خود بخود پیدا ہوجاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تیونس کی ایک خاتون تھیں انہوں نے کچھ عرصہ پہلے اپنے گھر میں ڈش انٹینا لگوایا اور عرب ملکوں کے چینل دیکھتے دیکھتے ان کا ایم ٹی اے کا چینل بھی click ہوگیا تو لقاء مع العرب دیکھنا شروع کیا۔ کہتی ہیں کہ اس سے مجھے اتنی دلچسپی بڑھی کہ دوسرے پروگرام بھی دیکھنے شروع کر دیئے۔ سمجھ تو نہیں آتی تھی لیکن کہتی ہیں جو نظمیں تھیں وہ مجھے بڑی اچھی لگیں اور میں باقاعدہ دیکھنے لگ گئی اور کافی فاصلہ طے کر کے وہ مشن ہاؤس آئیں اور کہا کہ اب میں جماعت میں داخل ہونا چاہتی ہوں اور بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوگئیں۔

اسی طرح فرانس کے ایک شہر سے ایک دوست ہیں مسٹر سمتھ (Mr. Smith) کہتے ہیں کہ اُن کا فون آیا کہ کافی عرصہ سے مَیں ایم ٹی اے دیکھ رہا ہوں اور کافی عرصے سے آپ لوگوں کے ساتھ رابطے کی کوشش کر رہا تھا۔ آج آپ کا نمبر ملا ہے۔ صحیح معنوں میں تو آپ ہی اسلام کو پیش کر رہے ہیں اور شکریہ بھی ادا کیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ آگئے اور احمدی ہو گئے۔ پھر اسی طرح ایک اور دوست ایم ٹی اے پر لقاء مع العرب پروگرام دیکھ کر احمدی ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ بینن میں پانی کی سپلائی کرنے کے لیے کنوؤں کی کھدائی کا ہمارا کام جاری تھا تو ایک جگہ پر نیچے سے زمین سے پتھر نکل آئے اور اس پتھر کو توڑنے کے لیے جس مشین کی ضرورت تھی وہ مل نہیں رہی تھی۔ تو پتہ لگا کہ فلاں مسجد کے امام صاحب ہیں جن کو عرب ملکوں سے مدد ملتی ہے۔ وہ لوگ اس وقت وہاں کافی وسیع کام کر رہے تھے اور ان کے پاس وہ مشین ہے۔ تو ہمارے مبلغ صاحب اُن کے پاس گئے تو امام صاحب جو تھے وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور دکھایا کہ ایم ٹی اے کا چینل لگا ہوا ہے اور میں باقاعدہ سنتا ہوں اور سعودی عرب کی طرف سے جو مساجد ہیں ان کا نمائندہ ہوں لیکن مَیں آپ کو بتا دوں کہ میں آپ کو مسلمان ہی سمجھتا ہوں۔ بہرحال ان کو یہ راز فاش نہیں کرنا چاہیے تھا کہیں ان پر کوئی مشکل نہ آن پڑے۔

دیگر ٹی وی اور ریڈیو پروگرام

پھر اسی طرح دیگر ٹیلی ویژن پروگرام ہیں۔ ایم ٹی اے کی 24 گھنٹے کی نشریات کے علاوہ مختلف ملکوں کے جو پروگرام آتے ہیں ان پر 1086 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ 805 گھنٹے کا جماعت کو وقت ملا اور اندازہ ہے کہ یہ پروگرام جو تھے وہ 7 کروڑ سے زائد افراد نے دیکھے۔ اس طرح یہ بھی تبلیغ کا ایک بڑا وسیع ذریعہ ہے۔

بورکینا فاسو میں بھی جماعت کا ریڈیو سٹیشن ہے اور یہاں وہ کوشش کر رہے ہیں چار پانچ اور مختلف جگہوں پر ریڈیو سٹیشن اور ٹی وی سٹیشن قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اُمید ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلدی شروع ہوجائے گا۔

اسی طرح مختلف ممالک کی تفصیل ہے کہ کہاں کہاں کتنا کام ہوا۔ وقت کافی ہوگیا ہے اس لیے میں باقاعدہ زیادہ تفصیل تو نہیں دیتا لیکن بہرحال اس کا اچھا اثر قائم ہو رہا ہے اور افریقہ کے ممالک میں بھی، یورپ کے ممالک میں بھی مقامی ملکوں کے ٹیلی ویژن اور ریڈیو سٹیشنوں کے ذریعہ سے ہماری کافی تبلیغ ہو رہی ہے اور پیغام پہنچ رہا ہے۔

ریڈیو کے واقعات

یہ ریڈیو سے متعلق ہی کچھ واقعات ہیں کہ لوگوں پر اس کا کتنا اثر ہوتا ہے۔

بورکینا فاسو والے لکھتے ہیں کہ بوبوجلاسو جہاں ریڈیو ہے اس سے 35 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں میں میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہوگیا اور خاوند نے بیوی کو گھر سے نکال دیا۔ کہتے ہیں کہ اپنے چند ماہ کے بچے کو لے کر وہ عورت سیدھی بوبوجلاسو جہاں ہمارا ریڈیو سٹیشن ہے وہاں آگئی کہ میری مدد کریں۔ تو وہاں سے جماعت کا ایک وفد اس خاتون کو لے کر ان کے گھر پہنچا اور جب اس کے خاوند کو معلوم ہوا کہ جماعت کا وفد آیا ہے تو اس نے اس وقت بغیر کچھ کہے صلح صفائی کی اور کہا کہ آپ کا آنا جو ہے یہی میرے لیے کافی ہے۔ آپ کا ریڈیو سنتا ہوں اور مجھے علم ہے کہ آپ سچے لوگ ہیں۔ مجھے معاف کر دیں اور بیوی سے راضی ہوگیا۔

یہ دیکھیں غیر بھی اب ہمیں سچا سمجھ کر کہ انہوں نے صحیح بات کی ہوگی اپنے مسائل حل کر لیتے ہیں۔ احمدی میاں بیوی جو ہیں ان کو تو بجائے جھگڑوں کے اور عائلی مسائل کے پہلے سے بڑھ کر آپس میں محبت کا اظہار کرنا چاہیے۔ اصلاح وارشاد اور تربیت کا شعبہ تو ایسا ہونا چاہیے کہ انہیں اس لحاظ سے کوئی کام ہی نہ ہو۔ کیونکہ یہ اکثر عائلی مسائل میں الجھا رہتا ہے۔ باقی دوسرے لحاظ سے تو بہرحال کام ہوگا۔

پھر ہمارے ایک مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں ریڈیو کے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے جن کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے، منہ سے بولنا مشکل تھا۔ پانی وغیرہ پلایا تو کہنے لگے کہ مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں اور بیعت فارم پُر کرنے کے بعد کہنے لگے کہ مَیں اس محلّہ میں آج سے تقریباً 15 سال قبل مشن کے قریب ہی آباد تھا۔ اس وقت یہاں ایک بہت ہی پرانا اور بہت ہی بڑا درخت تھا جو کہ 1994ء میں خود سوکھ کر گر گیا تھا۔ کہتے ہیں اس وقت مَیں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ اس درخت کے قریب ہی ایک بہت اونچا لوہے کا کھمبا لگا ہوا ہے جس کو تاروں کے ذریعہ جکڑا ہوا ہے اور اس کھمبے کے نیچے دو شخص بیٹھے ہوئے ہیں جو کچھ بولتے ہیں اور اس کھمبے میں کچھ روشنی پیدا ہوتی ہے جو نیچے سے اوپر جاتی ہے اور اوپر جا کر سبز شعاعوں میں تبدیل ہوجاتی ہے اور اس سے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز آرہی ہے اور ایک عجیب روحانی کیفیت طاری ہے۔ کہتے ہیں اس کے بعد خواب ختم ہوگیا۔ یہ خود بھی اس عرصہ میں وہاں سے شفٹ کر گئے، کہیں اور چلے گئے۔ کہتے ہیں دو ماہ پہلے جب میں واپس آیا تو دوسرے محلّہ میں تھا۔ وہاں اتفاقاً انہوں نے ایک دن احمدیہ ریڈیو سنا لیکن ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ریڈیو کس طرف ہے؟ خیر پوچھ پوچھ کر وہ آئے تو جب وہ ہمارے ریڈیو سنٹر کے قریب پہنچے تو ریڈیو کا جو انٹینا تھا، لمبا کھمبا نظر آیا اور وہ کہتے ہیں یہ بالکل اس کے مشابہ تھا جو منظر مَیں نے دیکھا تھا۔ اور جب وہ ریڈیو سٹیشن میں داخل ہوئے تو وہ چھوٹے سے دو کمرے ہیں کوئی اتنا بڑا ریڈیو سٹیشن نہیں ہے۔ شاید دو کمروں کا کُل سائز 12×12 کا ہو۔ تو بہرحال کہتے ہیں اس کمرے میں دو شخص بیٹھے ہوئے تھے اور اُس وقت ریڈیو پر یہ نظم لگی ہوئی تھی کہ ”ہے دستِ قبلہ نما لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ“۔ کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر مجھ پر رِقّت طاری ہوگئی اور سب سے پہلے انہوں نے مسجد میں جا کر شکرانے کے دو نفل پڑھے اور پھر بیعت کر لی۔

تو دیکھیں کتنی دُور دُور اللہ تعالیٰ خود ہی پیغام پہنچانے کے سامان پیدا کرتا ہے۔ جن کو یہ کہتے ہیں کہ یہ علم سے عاری ہیں اُن کے علم کے سامان خود اللہ میاں کرتا ہے اور جن کو یہ عالم سمجھتے ہیں ان کی عقلوں پر، آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

تحریک وقفِ نَو

پھر تحریک وقفِ نَو ہے۔ اس میں بھی اِس سال غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ اس سال 3,689 نئے واقفینِ نَو آئے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان واقفینِ نَو کی تعداد تیس ہزار سے اوپر ہو گئی ہے۔ لڑکوں کی تعداد 19,795 اور لڑکیوں کی تعداد 10,215 ہے۔ یہاں بھی وہی نسبت 2:1 کی ابھی تک قائم ہے۔ اور اس میں بھی زیادہ تر تعداد پاکستان کی ہے اور پاکستان میں بھی ربوہ کے سب سے زیادہ ہیں۔ پھر لاہور، سیالکوٹ وغیرہ آتے ہیں۔ اور بیرونی ممالک میں جرمنی کے سب سے زیادہ ہیں۔ پھر انڈیا، کینیڈا وغیرہ ہیں۔

آئندہ کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ یہ بھی اپنے فضل سے غیر معمولی فضل کرتے ہوئے دیئے چلا جا رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضرورتیں انشاء اللہ بڑھنی ہیں۔ اس لیے ہمیں بھی اُسی سوچ کے ساتھ اپنے کام تیز کرنے چاہئیں۔

نادار، ضرورتمندوں اور یتیموں کی امداد

نادار، ضرورتمندوں اور یتیموں کی امداد ہے۔ اس میں بھی مختلف جگہوں پر افریقہ میں، بنگلہ دیش میں کافی کام ہوا ہے اور وہاں میڈیکل کیمپ لگائے گئے۔ افریقہ میں کافی بڑی تعداد میں، چالیس ہزار سے زیادہ مریضوں کا علاج کیا گیا۔ ساڑھے تین لاکھ کے قریب لوگوں کو خوراک مہیا کی گئی۔ پھر جیلوں میں جا کر بھی کام ہوتے ہیں۔ خون کی بوتلیں مہیا ہوتی ہیں۔ غرض بے تحاشا کام ہیں۔

ہومیوپیتھی

اسی طرح ہومیوپیتھی کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ جماعت کو کافی خدمت کی توفیق دے رہا ہے۔ اس میں اب تک 55 ممالک میں ہمارے کلینک قائم ہیں اور ان کی تعداد 650 سے بڑھ چکی ہے۔

طاہر ہومیوپیتھک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس رپورٹ کے مطابق ایک لاکھ دو ہزار سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا جن میں سے چالیس ہزار سے زائد غیر از جماعت تھے۔ علاج کروانے کے لیے ہمارے پاس ہی آتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف جگہوں پر کافی معجزانہ شفا ہوئی ہے۔

غانا کے ہومیوپیتھک کلینک کے واقعات ہیں۔ اللہ کے فضل سے مختلف لوگوں کو شفا ہوئی۔

ہیومینٹی فرسٹ

ہیومینٹی فرسٹ، خدمتِ انسانیت کا ایک ادارہ ہے جو ایک لحاظ سے آزاد بھی ہے۔ جو سونامی، زلزلہ اور سمندر کا طوفان آیا تھا اس کی وجہ سے کافی کام ہوا ہے۔ اللہ کے فضل سے وہاں جا کر خدمت کی توفیق ملی ہے۔ انہوں نے تقریباً 9 لاکھ ڈالر سے زیادہ اکٹھا کر کے انڈونیشیا، انڈیا اور سری لنکا میں خرچ کیا ہے۔ جرمنی نے 4,251 مریضوں کا علاج کیا۔ دو ہزار سے زائد لوگوں کی ضروریات پوری کیں جس میں سونامی کے ایک ہفتہ کے بعد ایسے لنگر جاری کیے جن میں چالیس خدام ڈیڑھ ماہ کے لیے روزانہ 850 افراد کو کھانا کھلاتے رہے۔ یہاں یوکے سے بھی کنٹینر لوڈ (Container Load) کر کے بھجوائے گئے۔ دو لاکھ پچاسی ہزار کلوگرام کا سامان بھجوایا گیا جس میں خوراک، ادویات، کپڑے، بستر اور ٹینٹ وغیرہ شامل تھے۔ انڈونیشیا میں 8 ڈاکٹروں اور 9 مددگار طبی سٹاف نے سہولتیں باہم پہنچائیں۔ پھر 16 ڈاکٹر دوبارہ گئے۔ 4 ڈاکٹر امریکہ سے گئے۔ 3 ڈاکٹرز اور 4 پیرامیڈیکس سری لنکا گئے۔ پھر اسی ہیومینٹی فرسٹ کے تحت ہی 43 مچھیروں کو جن کی کشتیاں ٹوٹ گئی تھیں یا بہہ گئی تھیں انہیں نئی یا مرمت شدہ کشتیاں مہیا کی گئیں۔ 400 طلبا کو انڈونیشیا میں کتابیں دی گئیں۔ اِسی طرح بہت ساری جگہوں پر ہسپتالوں کو کچھ سامان دیا گیا، مچھیروں کو سامان دیا گیا، زمینداروں کو سامان دیا گیا، مکانوں کی مرمت کروائی گئی۔ تو کافی کام ہوا ہے۔ پھر صحارا Desert کے قریب ایک جگہ ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ سے تقریباً ڈیڑھ سو ٹن خوراک فراہم کی گئی۔ وہاں بورکینا فاسو میں عمومی طور پر بارشیں کم ہوئی ہیں لیکن اِس طرف تو قحط سالی سے بہت برا حال تھا۔ عیسائی تنظیمیں وہاں آرہی تھیں اور مسلمانوں کو کھانے کا لالچ دے کر عیسائی بنا رہے تھے تو جماعت نے ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ سے فوری کارروائی کی اور اللہ کے فضل سے ان کو خوراک مہیا کی۔ اسی طرح مالی میں تیس ٹن کے قریب خوراک مہیا کی۔ یوگنڈا کے بعض علاقوں میں قحط پڑا وہاں 10 ٹن کھانے کا سامان بھیجا گیا۔ پھر اس کے علاوہ نلکے اور کنوؤں کے ذریعہ سے پانی مہیا کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کپڑے اور ادویات وغیرہ کے بڑے بڑے کنٹینر مختلف افریقن ممالک میں جا رہے ہیں۔ اور ٹوگو میں پہلے کام کم تھا وہاں پر بھی اب جماعت کے کام کو وہاں کے وزیر صحت نے بڑا سراہا ہے۔ جاپان میں بھی جو گزشتہ سال زلزلہ آیا تھا اس میں خدمت کا موقع ملا۔ یہ سب اس لیے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

”سچے نیکوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ خدا کی رضاجُوئی کے لیے اپنے قریبیوں کو اپنے مال سے مدد کرتے ہیں اور نیز اس مال میں سے یتیموں کے تعہّد اور ان کی پرورش اور تعلیم وغیرہ پر خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور مسکینوں کو فقر و فاقہ سے بچاتے ہیں اور مسافروں اور سوالیوں کی خدمت کرتے ہیں اور ان مالوں کو غلاموں کے آزاد کرانے کے لیے اور قرضداروں کو سبکدوش کرنے کے لیے بھی دیتے ہیں۔“ (رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ 112)۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں کافی قربانیاں دینے اور صدقے کا رواج ہے۔

احمدیہ ویب سائٹ

پھر احمدیہ ویب سائٹ کی رپورٹ ہے کہ ہر مہینے تقریباً 2.2 ملین (22 لاکھ) لوگ اس کو وِزٹ (Visit) کرتے ہیں اور اسی طرح آن لائن (Online) لائبریری ہے اور مختلف کتابیں اور خطبات وغیرہ اب اس پر آچکے ہیں۔ اس کو وزٹ (Visit) کریں۔ جو کرنے والے ہیں ان کو تو پتہ لگ جائے گا۔

احمدیہ انٹرنیشنل آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن

یہاں یوکے میں جو احمدیہ انٹرنیشنل آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن ہے ان کو میں نے کہا تھا کہ کم قیمت پر بجلی کا کوئی پروگرام یا اس کے کوئی متبادل نظام رائج کریں۔ پھر غریب ملکوں میں پینے کے صاف پانی کے لیا و عمارتوں کے ڈیزائن کے لیے بھی کہا تھا تو یورپین چیپٹر

(European Chapter) جو ہے انہوں نے اس سلسلے میں بڑا کام کیا ہے اور چین وغیرہ بھی گئے ہیں اور وہاں سے سامان خریدا ہے اور یہاں سے بھی سامان خرید کر افریقہ کے ملکوں میں بھجوایا گیا ہے۔ اس سسٹم (System) کو خریدنے کے لیے اُنہوں نے تقریباً دو سو کمپنیوں سے رابطے کیے تھے اور چائنا اور ہانگ کانگ کے تین دورے کیے تو پائلٹ پراجیکٹ کے لیے یہ سسٹم چائنا سے خریدے گئے۔ چائنا سے یہ سامان اب افریقہ چلا گیا ہے۔ اب پروگرام کے مطابق ستمبر کے مہینہ میں کم از کم 10 سسٹم غانا اور بورکینا فاسو میں لگائے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ صرف بجلی پیدا کرنے اور پانی کے لیے ہوں گے۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ ان جگہوں میں بھی، دُور کے علاقوں میں جہاں بجلی اور پانی نہیں ہیں ان کو بھی یہ سہولتیں ان ہمارے احمدی انجینئرز کی وجہ سے میسر آجائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ جو بڑے وقف کی روح سے، بڑے جذبے سے کام کر رہے ہیں اور اکثر اُن میں سے نوجوان ہیں۔ اور یہ ہوگا کہ ہم اُن کو محتاج نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو سکھائیں گے کہ کس طرح وِنڈمل (Wind Mill) اور باقی چیزیں وہاں کے حالات کے مطابق بن سکیں اور سستی بن سکیں تو انہی لوگوں کو ٹرینڈ (Trained) کر کے دے آئیں گے تاکہ اُن کا کاروبار بھی چل جائے اور سستے داموں ان کی خدمت بھی ہو جائے۔

نئی بیعتیں

اب بیعتوں کی تعداد ہے۔ اس دفعہ نائیجیریا کی بیعتیں سب سے زیادہ ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ بارہ ہزار سے زائد تعداد ہے اور اکتیس اماموں نے احمدیت قبول کی ہے اور 122 نئی جگہوں پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ اور نائیجیریا کو ہمسایہ ممالک کیمرون، چاڈ، ایکٹوریل گنی میں بھی کامیابیاں ملی ہیں۔ کیمرون میں 537 بیعتیں ہوئی ہیں۔ اسی طرح مختلف جگہوں پر بیعتیں ہیں۔

مبلغ انچارج صاحب نائیجیریا لکھتے ہیں کہ باؤچی (Bauchi) زون کے ایک گاؤں کُوکُوبِینی (Kukubini) میں سارے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت قبول کر لی ہے۔ اس کے بعد ایک مرکزی نمائندہ اس گاؤں میں پہنچا تو گاؤں کے چیف امام اور دیگر لوگوں نے بتایا کہ اس گاؤں کی مسجد آزارے (Azare) شہر کے ایک آدمی نے ہمارے لیے بنائی تھی جو تیجانیہ مسلک سے تعلق رکھتا ہے (افریقہ میں ایک فرقہ تیجانیہ کہلاتا ہے جن کا اکثر زور ہے) اور ہم سب بھی اسی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ جب ان کو علم ہوا کہ ہم احمدی ہو گئے ہیں تو آزارے شہر آ کر اس نے مسجد کو تالہ لگا دیا تاکہ ہم نماز نہ پڑھ سکیں۔ اس پر گاؤں کے چیف نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو تم بلاک، اینٹیں اور دروازے لے جاؤ یعنی تم یہ عمارت توڑ کے لے جاؤ زمین تو ہماری ہے۔ اس پر وہ آدمی آیا۔ اس نے مسجد کھول دی۔ لیکن وہ چاہتا تھا کہ ہم اس سے مسجد خرید لیں کیونکہ وہ یہاں دوبارہ نہیں آنا چاہتا تھا۔ وہ لالچی لوگ تھے، چنانچہ اسے کچھ تھوڑی سی رقم دے کر اس سے وہ مسجد خرید لی گئی۔ الحمدللہ۔

اسی طرح بورکینا فاسو میں 16 مختلف قوموں کے تقریباً چھبیس ہزار لوگ احمدی ہوئے۔ 20 چیفس نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔

بعض لوگ احمدیہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ سے پہلے ہی احمدیت سے متعارف تھے جب وہاں کوئی نہ کوئی احمدیوں کا نمائندہ پہنچتا تھا تو کہتے تھے ہم تو پہلے ہی انتظار کر رہے تھے کہ آپ آئیں اور ہماری بیعت لیں۔

غرض مختلف قسم کے واقعات ہیں۔

اسی طرح مالی میں بیعتیں ہوئی ہیں۔ یہاں کے مختلف واقعات بیان کر دیتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ کولون ڈیبو (Kolondieba) شہر میں جب جماعت کا پروگرام ایک ریڈیو سٹیشن پر نشر کیا گیا تو ایک وہابی عثمان جاکیتی نے سب فرقوں کو اُکسایا کہ احمدی کافر ہیں۔ ان کے پروگرام ریڈیو سٹیشن پر نشر نہیں ہونے چاہئیں اور مزید کہا کہ جس طرح عیسائی متحد ہو کر کام سرانجام دیتے ہیں ہم کو بھی اتحاد کرنا چاہیے۔ چنانچہ یہ لوگ حکومتی ریڈیو کی انتظامیہ کے پاس گئے اور کہا کہ اگر آپ جماعت کے پروگرام نشر کریں گے تو جہنم میں جائیں گے اور ہم اپنے پروگرام بھی اس پر نشر نہیں کریں گے۔ اس پر حکومتی نمائندے نے کہا کہ تم خدا ہو؟ جس کو چاہتے ہو جہنم میں گراتے ہو؟ مَیں تو تم لوگوں کو صرف اتنا بتاتا ہوں کہ یہ حکومت کا ریڈیو ہے، کسی فرقہ کا نہیں۔ اس لیے تم اپنے پروگراموں کو بند کرتے رہو اس سے حکومت کو کوئی خسارہ نہیں ہوگا احمدیوں کے پروگرام جاری رہیں گے۔ بعض جگہ حکومتی نمائندے عقلمند ہیں، زیادہ روشن خیال ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو نور سے بھرا ہوا ہے۔

پھر مالی کا ہی ایک واقعہ ہے کہ ایک وہابی امام جو سرکاری ملازم بھی ہیں انہوں نے کہا کہ میں احمدی نہیں ہوں لیکن جماعت احمدیہ کے متعلق جو سنا اس پر پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اب اسلام کی ترقی احمدیت سے ہی وابستہ ہے اور کہتے ہیں وہاں تمام شاملین میں بہت جوش تھا۔ اور جلسہ سالانہ سے بہت خوش ہو کر اور جوش اور جذبے سے واپس گئے۔

پھر غانا کے حالات ہیں۔ غانا سے طالب یعقوب صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے علاقے اشانٹی ریجن میں ایک چیف نے خواب کی بنا پر احمدیت قبول کی ہے۔ انہوں نے پانچ سال قبل ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص مسلمانوں جیسا لباس پہن کر ان کے پاس آیا اور ان کو حکم دینے لگا کہ آئندہ گھر میں شراب کبھی نہ لانا۔ خواب دیکھنے کے بعد اُنہوں نے اِس کی طرف توجہ نہ کی۔ اب دورانِ سال انہوں نے دوبارہ ایک خواب دیکھا کہ انہوں نے دروازہ بند کیا ہے لیکن پھر بھی اُن کو ایسا لگا کہ دروازہ کھل گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسلمانوں کی طرح سفید لباس پہنے ہوئے اندر آیا اور کہنے لگا You are becoming so stubborn تم نے احمدیت قبول نہیں کی جو مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے جاری کردہ تحریک ہے۔ اس سے اگلے دن اس آدمی نے اپنی فیملی کو بتایا کہ وہ اب احمدیت کو قبول کر رہا ہے۔ چنانچہ اس نے 2004ء میں بیعت کی۔

اسی طرح اللہ کے فضل سے بینن میں بھی کافی بیعتیں ہوئی ہیں اور اماموں کے سمیت ہوئی ہیں۔ ایک واقعہ وہ لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا ایک گاؤں تھا اور انہوں نے جب معلم کو پڑھانے کے لیے کہا تو اس نے بہت سارے مطالبے کیے۔ وہ مطالبے پورے نہیں کر سکتے تھے۔ تو کہتے ہیں کہ اس بزرگ نے کہا کہ وہ حج پر خانہ کعبہ میں گیا، رو رو کے دعا کرنے کی توفیق ملی کہ ہماری تربیت کے لیے کسی کو بھیج۔ تو جب ہمارے معلم وہاں گئے تو اُنہوں نے کہا کہ میری دعا قبول ہو گئی ہے۔ آپ خود نہیں آئے بلکہ آپ کو خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اور اسی وقت 300 سے زائد لوگوں نے بیعت کر لی۔

اس طرح افریقہ کے مختلف ممالک میں بیعتیں ہیں اور مختلف واقعات ہیں۔ سارے تو اس وقت بیان کرنے مشکل ہیں۔

یورپ میں بھی اللہ کے فضل سے بیعتیں ہو رہی ہیں۔ ہندوستان کے بھی واقعات ہیں۔

اب مَیں اس سال کی بیعتوں کی کُل تعداد بتا دیتا ہوں۔ بیعتوں کی کُل تعداد 2 لاکھ 9 ہزار 799 ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک میں بہت ساری بیعتیں ہیں جو خوابوں کے ذریعہ ہوئیں۔ بعض لوگ مولویوں کے مخالفانہ پروپیگنڈے کی وجہ سے جماعت میں شامل ہوئے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اپنے فضل سے ترقیات سے نوازا۔

کچھ اور واقعات بھی ہیں لیکن وقت کم ہے۔ مختلف واقعات ہیں۔ مثلاً لکھا ہے کہ سوئٹزرلینڈ میں دو آدمی ایک سوئس اور ایک اٹالین احمدی ہوئے لیکن کچھ عرصہ بعد دوسرے مسلمانوں کے ساتھ رابطے کی وجہ سے وہ جماعت سے منحرف ہو گئے تو جماعت والے بڑے پریشان تھے۔ میں نے انہیں لکھا کہ اللہ میاں اور دے دے گا فکر نہ کریں۔ تو کہتے ہیں کہ دو دن بعد ہی ایک بڑی مخلص فیملی جماعت کو مل گئی۔ سوئس فیملی تھی اور اللہ کے فضل و کرم سے ہماری وہ کمی ایک زائد ہو کے پوری ہوئی۔ اسی طرح مختلف واقعات ہیں۔

نظامِ وصیت میں شمولیت

مالی قربانیوں کے بہت سارے واقعات ہیں۔

پھر مَیں نے گزشتہ سال نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی جو تحریک کی تھی کہ پندرہ ہزار شامل ہو جائیں۔ تو اللہ کے فضل سے اب تک 16,148 نئی درخواستیں جمع کروا دی گئی ہیں۔ پراسس (Process) ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہو جائیں گی۔

اِس میں سب سے زیادہ دس ہزار دو سو بہتّر (10,272) سے زائد پاکستان سے شامل ہوئے ہیں۔ انڈونیشیا میں تقریباً بارہ سو، جرمنی اور کینیڈا میں ایک ہزار سے زائد اور آسٹریلیا میں بھی شامل ہوئے ہیں اور کچھ میرا خیال ہے اب ان کی گنتی اس سے بھی زیادہ ہو چکی ہے کیونکہ امریکہ سے بھی کافی زیادہ تعداد آئی تھی۔ اِس طرح مالی قربانیوں کے واقعات ہیں۔ اللہ کے فضل سے بڑی توفیق مل رہی ہے۔

اب آخر پر میں ایک تحریک کرنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ سے پیوستہ جمعہ کو میرا خیال ہے، دو یا تین ہفتے پہلے میں نے کہا تھا کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کو یہاں اسلام آباد میں جلسے کی جگہ کی تنگی ہے تو ان کو بھی اب نئی جگہ زمین لینی چاہئے۔ یہ جگہ آپ نے دیکھ لی جہاں جلسہ ہو رہا ہے اَور کھلی جگہ ہے۔ تو بہرحال اُس وقت بات چیت چل رہی تھی تو آج میں بتا دوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو 208 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ایک زمین کا ٹکڑا مل رہا ہے اور اس کی خرید کی کارروائی شروع ہو گئی ہے۔ تقریباً 25 لاکھ پاؤنڈ میں یہ مل رہا ہے اور اسلام آباد سے یہ گیارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ علاقہ جس میں جلسہ ہو رہا ہے اور جو کرائے پر لیا ہوا ہے تقریباً 120 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے قریباً دوگنا خریدنے کی توفیق عطا فرما دی ہے۔ الحمدللہ۔ اور وہ جو رقبہ خریدا جا رہا ہے اس میں مَیں نے بڑے اچھے مکان بنے ہوئے ہیں دیکھے ہیں۔ اس میں چار چار رہائشی بیڈروم بنے ہوئے ہیں۔ پھر شیڈ (Shed) بنے ہوئے ہیں۔ مختلف ضروریات بھی پوری کر لیں گے۔ یہاں تو ہمیں ہر چیز عارضی طور پر بنانی پڑی ہے۔ مارکی بنانی پڑی ہے، ٹینٹ لگانے پڑے ہیں تو وہاں ہمیں کچھ بنی بنائی شیڈ اور عمارتیں بھی مل جائیں گی۔ انشاء اللہ۔ لیکن جب میں نے جمعہ پر کہا تھا تو میرے گھر پہنچنے سے پہلے پہلے، دفتر پہنچنے سے پہلے پہلے باہر سے بھی لوگوں کی بعض فیکسیں (Faxes) پڑی ہوئی تھیں کہ اس تحریک میں جو آپ کسی بھی وقت کریں گے، یوکے میں جلسہ گاہ کے لیے یا مختلف پروگراموں کے لئے جماعتی جائداد خریدنے کے لیے تو ہم اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ مجھے اس وقت خیال آیا تھا گو کہ میں نے یہی کہا تھا کہ یوکے والوں کو اپنے وسائل سے ہی یہ پورے کرنے ہوں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ کریں گے۔ اُنہوں نے نہیں کہا کہ وہ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے بڑی ہمت کی ہے۔ توفیق نہیں کہہ رہا ہمت کہہ رہا ہوں اِس لیے کیونکہ توفیق تو اللہ میاں بڑھاتا چلا جائے گا۔ اگر وہ اسی طرح ہمت سے کام لیتے چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی توفیق کو بھی بڑھائے گا۔ لیکن اِس کے ساتھ ہی چونکہ جیسا کہ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ جب تک حالات ٹھیک نہیں ہوتے یہاں جو جلسہ ہو رہا ہے جو تقریباً انٹرنیشنل جلسہ ہی کہلاتا ہے، تو اس لیے باقی دنیا کو بھی مَیں کہتا ہوں جس حد تک اپنی سہولت سے وہ اس میں حصہ ڈال سکتے ہیں ضرور ڈالیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ بڑی وسیع جگہ ہوگی۔ اور میرا خیال ہے یورپ میں بلکہ امریکہ میں بھی اور کینیڈا میں بھی کہیں بھی جماعت نے اتنا بڑا رقبہ کبھی بھی نہیں خریدا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ 208 ایکڑ رقبہ انشاء اللہ تعالیٰ خریدیں گے اور بڑا استعمال کیا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا ہے۔ لوگ بھی حیران ہیں کہ اتنا سستا کیسے مل گیا؟ بات چیت ہو رہی ہے۔ سودا طے پا گیا ہے بلکہ ہو چکا ہے، Payments وغیرہ ہو جائیں گی۔ یہ جلسہ جواَب عالمی جلسہ کی صورت اختیار کر گیا ہے تو اس لئے جو لوگ حصہ لے سکتے ہیں اس میں حصّہ لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے، مالی وسعت اور کشائش پیدا کرے اور حصہ لینے والوں کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اب یہ لوگ خود سوچ لیں کہ اس سلسلے کے برباد کرنے کے لیے کس قدر انہوں نے زور لگائے اور کیا کچھ ہزار جانکاہی کے ساتھ ہر ایک قسم کے مکر کیے یہاں تک کہ حُکّام تک جھوٹی مخبریاں بھی کیں۔ خون کے جھوٹے مقدمے کے گواہ بن کر عدالتوں میں گئے اور تمام مسلمانوں کو میرے پر ایک عام جوش دلایا۔ اور ہزارہا اشتہار اور رسالے لکھے اور کفر اور قتل کے فتوے میری نسبت دیئے۔ اور مخالفانہ منصوبوں کے لیے کمیٹیاں کیں۔ مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ بجز نامرادی کے اور کیا ہوا؟ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ضرور ان کی جان توڑ کوششوں سے یہ تمام سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ کیا کوئی نظیر دے سکتا ہے کہ اس قدر کوششیں کسی جھوٹے کی نسبت کی گئیں اور پھر وہ تباہ نہ ہوا بلکہ پہلے سے ہزار چند ترقی کر گیا۔ پس کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحۂ ہستی پر اس کا نام ونشان نہ رہے مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا اور اس کی شاخیں دور دور چلی گئیں اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزارہا پرندے اس پر آرام کر رہے ہیں۔‘‘

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 383 تا 384)

آپ لوگ ان دنوں میں دعائیں بھی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ جو کامیابیاں ہمیں عطا فرما رہا ہے ان میں ہمیشہ اضافہ فرماتا رہے اور ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

☆......☆......☆

بقیہ: رپورٹ دورۂ جرمنی ......از صفحہ نمبر 2

تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی کے دوسرے روز غیر احمدی جرمن مہمانوں سے خطاب

پروگرام کے مطابق چار بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کیلئے مردانہ جلسہ گاہ تشریف لائے۔ جرمنی کے مختلف شہروں اور علاقوں سے آنے والے جرمن مہمانوں کے ساتھ یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔

اس پروگرام میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد 1488 تھی۔ جرمنی میں آباد مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے 445 مہمان اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ مختلف عرب ممالک کے 218 مہمان شامل ہوئے۔

علاوہ ازیں بلغاریہ، میسیڈونیا، ترکی، سربیا، بوزنیا، البانیا، کوسوو، اٹلی، سپین، بیلجیم، لتھوانیا، کروشیا، آسٹریا، ہالینڈ، فرانس، اسٹونیا، ہنگری، مانٹینیگرو سے آنے والے مہمان شامل ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر اس پروگرام کا آخری سیشن تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا۔

بعد ازاں چار بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ سب امن و سلامتی سے رہیں اور آپ پر اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوں۔

سب سے پہلے میں اپنے غیر احمدی مہمانوں کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو ہماری جماعت کے ممبر نہ ہونے کے باوجود ہمارے جلسہ سالانہ میں شرکت کر رہے ہیں۔ آج میں اپنے خطاب میں بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مختصر بات کروں گا اور وہ لازوال کوششیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کیں، ان پر روشنی ڈالوں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

ممکن ہے کہ یہ سن کر آپ حیران ہوں کہ آجکل تو بہت سے نام نہاد مسلمان دنیا کا امن تباہ کر رہے ہیں اور اپنے انتہا پسند اقدامات کو قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے منسوب کر رہے ہیں۔ جہاں وہ نہایت سفاکی سے فساد اور دہشت پھیلا رہے ہیں وہاں یہ بھی دعویٰ کر رہے ہیں کہ ان کے اعمال اسلام کی سچی تعلیمات پر مبنی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

آپ یہ سن کر مزید حیران ہوں گے کہ یہ نام نہاد مسلمان جو فساد اور انتہا پسندی پھیلا رہے ہیں، ان کو دیکھ کر میرا اور یقیناً ہر احمدی کا اسلام پر ایمان اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ شاید آپ اس بات سے پریشان بھی ہوں اور حیران بھی کہ دوسرے مسلمانوں کی جانب سے انتہا پسند اقدامات سے ایک احمدی مسلمان کا ایمان کیسے بڑھ سکتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ بات آپ کو سوچنے پر بھی مجبور کر دے کہ احمدی مسلمان بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ہیں جو انتہا پسندی کو فروغ دیتے ہیں۔ لیکن یہ خیال اور اندازہ کلیۃً غلط ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

پس، پہلے تو میں یہ واضح کر دوں کہ احمدی مسلمان دنیا میں امن کو فروغ دینے کے لئے اپنی کوششوں میں انتہائی مخلص ہیں اور ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کہ وہی کام کریں جس کا وہ پرچار کرتے ہیں۔ ہمارے ظاہر و باطن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ہم اُنہی تعلیمات کے مطابق زندگیاں بسر کرتے ہیں جنہیں ہم اپنے دلوں میں سچی اسلامی تعلیمات سمجھتے ہیں۔ میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جب احمدی مسلمان امن، تحفظ اور 'محبت سب کیلئے' کا پرچار کرتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات پیش نہیں کرتے بلکہ اسلام کی سچی تعلیمات کا ہی اظہار کرتے ہیں۔ اسلام ہر پہلو سے امن، ہم آہنگی، برداشت اور محبت کا مذہب ہے۔ یقیناً یہ اسلامی تعلیمات ہی ہیں جن کے باعث احمدی تمام اقوام کے لئے خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم محبت کے جذبات رکھتے ہیں۔ اور یہ صرف اسلام ہی ہے جس کی وجہ سے ہم دنیا میں حقیقی امن چاہتے ہیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

میں نہیں چاہتا کہ آپ کو اس ظاہری تضاد اور مخمصے کی وجہ سے غیر ضروری طور پر پریشانی اور تشویش میں مبتلا رکھوں یعنی ایک طرف احمدی مسلمان دوسرے مسلمانوں کے انتہا پسند اقدامات کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ ایسے انتہا پسند اقدامات ان کے ایمان میں تقویت کا باعث ہیں۔

اس کو واضح کرنے اور سمجھانے کے لئے میں آپ کو 1400 سال قبل بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں لے جانا چاہتا ہوں۔ اُس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل کے بارے میں ایک عظیم الشان پیشگوئی فرمائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسلمانوں پر روحانی تاریکی کا ایک دور چھا جائیگا اور وہ ایمان سے کلیۃً عاری ہو جائیں گے۔ اس دور میں مسلمانوں کے اعمال اسلام کی حقیقی تعلیم سے بالکل متضاد ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ نام نہاد مسلمان علماء اور رہنما اسلامی تعلیمات کی بالکل غلط تفسیر کریں گے اور ان کی ذہنیت صرف فساد اور ناانصافی بڑھانے پر ہی منتج ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

تاہم مسلمانوں کی اس مخدوش حالت کی پیشگوئی کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری بھی دی تھی کہ فتنہ و فساد کے ایسے دور میں اللہ تعالیٰ اسلام کے احیاء اور اس کی سچی تعلیمات پھیلانے کے لئے ایک شخص کو مبعوث کرے گا۔ جسے مسیحِ موعود اور امام مہدی کے طور پر بھیجا جائے گا اور وہ اسلام کی پرامن اور اصل تعلیمات کو تمام دنیا میں نافذ کرے گا۔ وہ انسانیت کو اسلام کے حقیقی روحانی نور سے روشناس کرے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

آج خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم دیکھتے ہیں کہ اس عظیم پیشگوئی کے دونوں حصے پورے ہو چکے ہیں۔ یعنی ایک طرف تو اسلام اور اس کی تعلیم آلودہ ہو چکی ہے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں مسیح موعود اور امام مہدی کو بھی بھیج چکا ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں اسلام کے حقیقی چہرے سے پردہ اٹھایا اور اسکی عظیم الشان تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ثابت کیا کہ انسانیت کی تاریخ میں امن کے سب سے بڑے سردار اور رہنما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ یہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا ہی ہے کہ ان نام نہاد مسلمانوں کے ہولناک اعمال کو دیکھ کر احمدی مسلمانوں کے ایمان کو تقویت ملتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

اس تعارف کے بعد میں اب مختصراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سچی تعلیمات پیش کرنا چاہوں گا جو دنیا میں دیرپا امن قائم کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال کوششوں کی عکاس ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

ایک بنیادی اور اہم نکتہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا، وہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر کسی کی ذہنیت اور ترجیحات ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ اکثر لوگ امن چاہتے ہیں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ بہت سے لوگ صرف اپنے ذاتی امن اور تحفظ کو ترجیح دیتے ہیں۔ انہیں دوسروں کی فلاح کی فکر نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے یا بالکل ہی نہیں ہوتی۔ انسانی نفسیات کا علم بتاتا ہے کہ جہاں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ امن وسکون میں رہے، وہاں یہ بھی حقیقت ہے کہ اکثر لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کے دشمن یا مخالفین خوشی اور امن سے زندگی گزاریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

یہ بھی سچ ہے کہ لوگ امن کی مختلف اقسام کو اہمیت دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر بعض صرف اپنے دلوں اور ذہنوں کے امن وسکون کو اہمیت دیتے ہیں، بعض اپنے گھر کے امن وسکون کو اہمیت دیتے ہیں جبکہ دیگر اپنے ہمسایوں میں امن کے خواہاں ہوتے ہیں۔ کچھ افراد اپنے قصبوں اور شہروں کو جبکہ دیگر اپنے ملک کے امن کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن اپنے مخصوص رجحان کے علاوہ انہیں کوئی فکر نہیں ہوتی کہ دوسرے شہروں اور ملکوں میں کیا ہو رہا ہے۔ انہیں دنیا کے دوسرے حصوں میں رہنے والے ان لوگوں کے لئے جو مصائب وشدائد میں مبتلا ہیں کوئی ہمدردی اور محبت محسوس نہیں ہوتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

پہلے ادوار میں تو اس بے حسی اور سرد مہری کا کچھ جواز تھا کیونکہ معاشرے اور قومیں اس طرح باہم مربوط نہ تھیں، جیسا کہ اب ہیں۔ اُس دور میں مواصلات کے ذرائع بہت ہی محدود تھے اور ایک علاقہ اور ملک کے حالات کی خبر دوسرے علاقوں تک پہنچنے کیلئے ایک زمانہ درکار ہوتا تھا۔ اور اکثر خبر پہنچتے پہنچتے ہی پرانی ہو جاتی تھی اور حالات پھر سے تبدیل ہو جاتے تھے۔ لہٰذا ان ادوار میں دوسروں کی تکلیف کو فوری محسوس کرنا اور دور دراز علاقوں میں لوگوں کی مدد کرنے کی کوشش کرنا بہت مشکل تھا۔ تاہم آج دنیا یکسر بدل گئی ہے اور گلوبل ویلیج بن چکی ہے۔ بہرحال جبکہ دنیا باہم مل چکی ہے، فاصلے سمٹ چکے ہیں اور مواصلات کی روکیں زائل ہو چکی ہیں، اب بھی اس حقیقت کو ماننے سے انکار کیا جا رہا ہے کہ ہم باہم ایک دوسرے سے تعلق اور واسطہ رکھتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

مثال کے طور پر بہت سے لوگ یقین رکھتے ہیں کہ مشرقِ وسطیٰ یا افریقہ کے حالات سے یورپ اور شمالی امریکہ کے حالات پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح آسٹریلیا اور مشرقِ بعید میں بسنے والے بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے دوسرے حصوں میں جو فساد برپا ہیں، جیسا کہ یوکرائن اور رشیا کے درمیان تنازعہ ہے، ان فسادات کا ان کی زندگیوں پر اور ان کے ممالک پر کوئی اثر نہیں۔ بالعموم یہی سمجھا جاتا ہے کہ جو آج دنیا میں بڑھتی ہوئی بے چینی اور فساد نظر آ رہا ہے صرف متاثرہ علاقوں تک محدود ہے اور اس کا اثر باہر نہیں پھیلے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

یہ باتیں تو ایک طرف لیکن اس کے علاوہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے جو رویوں اور سمجھ میں ایک بڑی تبدیلی پیدا کر رہا ہے۔ میں جس مسئلہ کی بات کر رہا ہوں وہ امیگریشن ہے اور اس سے بھی وسیع تر مسئلہ تارکین وطن کے نئے معاشرہ میں ضم ہونے کا ہے۔ بہت سے ممالک میں ہم دیکھتے ہیں کہ مہاجرین کی نوجوان نسل میں بے چینی اور مایوسی بڑھ رہی ہے۔ ان میں سے بعض نوجوان اس حد تک مایوس ہو گئے ہیں کہ انہوں نے شدت پسندی اختیار کر لی اور انتہا پسند گروہوں میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس سے فی الحقیقت ایک خوف پیدا ہو رہا ہے کیونکہ ترقی یافتہ ممالک اس بات کا ادراک کر رہے ہیں کہ ان کے اپنے نوجوانوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو بری طرح متاثر ہوئے ہیں اور یہ امر قوم کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ اس کے ردِ عمل کے طور پر ترقی یافتہ ممالک کی حکومتیں اور قانون نافذ کرنے کے ادارے ایشیائی افراد پر اس امید پر پابندیاں لگانے جا رہی ہیں کہ اس سے ان کے معاشرہ اور افراد کا تحفظ ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

تاہم یہ نقطۂ نظر غلط ہے اور ان سنجیدہ نوعیت کے مسائل کا مناسب حل نہیں ہے۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ اس مسئلہ کا جامع اور مکمل حل نکالا جائے۔ اسلئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اسلام کے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ان مسائل کا حل پیش فرمایا ہے۔ اپنی روشن تعلیمات کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امن کی سنہری کلیدیں ہمیں سونپی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا ہے کہ صرف دنیاوی ذرائع اور مادی خواہشات پر توجہ مرکوز کر کے دنیا کا امن حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ تمام لوگوں کے لئے خواہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، فساد سے بچنے کے لئے اور ناامیدی اور نفرت کے سلگتے شعلوں سے محفوظ رہنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ حقیقی امن کے قیام کے لئے بنی نوع انسان کو اپنے خالق کی پہچان اور اس کے در پر سرنگوں کرنا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ ایک دور آئیگا جب مسلمان بھی اپنے مذہب کی حقیقی تعلیمات بھلا دیں گے اور خدا تعالیٰ کی کچھ پروا نہ کریں گے اور ان کا ایمان صرف زبانی وظیفوں تک محدود ہو جائیگا۔ اسی طرح دیگر مذاہب کے افراد بھی خدا تعالیٰ کی حقیقی پہچان نہ کر سکیں گے، اور وہ جو کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتے وہ خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکاری ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

وہ خدا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے وہ تمام کائنات کا خالق ہے۔ وہ خدا ہے جس کی بہت سی صفات میں سے ایک 'سلام' یعنی امن قائم کرنے والا بھی ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں سورۂ حشر

آیت ۲۴ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا کو بتا دو کہ وہ اُس بادشاہ، پاک ذات اور امن دینے والے پر ایمان لائیں۔ 'سلام' کا مطلب ہے کہ وہ ذات جو دنیا کو امن فراہم کرتی ہے اور وہ روشنی ہے جس سے امن کی تمام کرنیں پھوٹتی ہیں۔ لہٰذا تمام تر امن کا منبع ہونے کے ناطے خدا چاہتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان میں ہم آہنگی اور امن قائم رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

جیسا کہ والدین اپنے بچوں کے لئے پسند نہیں کرتے کہ وہ آپس میں لڑائی جھگڑا کریں اور گھر میں خرابی کا باعث بنیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق فتنہ وفساد میں پڑے۔ والدین ہمیشہ اپنے اُن بچوں کو پسند کرتے ہیں جو زیادہ اچھی طبیعت کے اور صلح پسند ہوتے ہیں، اسی طرح ملکی قانون بھی انہی کو پسند کرتا ہے جو امن پسند ہیں۔ بعینہٖ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے جو اپنے جذبات کو قابو میں رکھ سکتے ہیں اور پرامن ہیں۔ اگر ہم اس نکتہ پر غور کریں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ وہ نام نہاد مسلمان جو انتہا پسند نظریات کی پیروی کر رہے ہیں وہ اپنے اس دعویٰ میں بالکل غلط ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد بالسیف اور قتل و غارت کا حکم دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جو غزوات ہوئے انہیں اپنے حقیقی تناظر میں دیکھنا چاہئے۔ اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اسلام کے ابتدائی چند سالوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم بے رحم مخالفت اور دردناک مظالم کا شکار رہے۔ کئی سال کے صبر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے غیر مسلم حملہ آوروں کے خلاف دفاعی جنگ کرنے کی اجازت دی گئی۔ یہ اجازت قرآنِ کریم کی سورۃ حج کی آیت 40 میں دی گئی ہے، جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں پر جنگ مسلط کی گئی ہے اور ان کے لئے جواب دینے اور اپنا دفاع کرنے کے علاوہ کوئی راہ نہیں چھوڑی گئی اس لئے انہیں جنگ کرنے کی اجازت دی جارہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ جواب دینا کیوں ضروری تھا، اللہ تعالیٰ نے اگلی ہی آیت میں اس کا جواب دیا ہے، سورۃ حج کی آیت نمبر 41 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کو ظالم حملہ آوروں نے ان کے گھروں سے ناحق نکالا اور اگر اللہ تعالیٰ انہیں اس بات کی اجازت نہ دیتا کہ حد سے بڑھنے والوں کو بزورِ بازو ظلم سے روکا جائے تو کوئی بھی امن سے نہ رہ سکتا۔ اگر مسلمان اپنا دفاع نہ کرتے تو اسکے بعد نہ ہی مذہبی لوگ اور نہ ہی دوسرے امن وتحفظ سے رہ سکتے۔

اسی آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مسلمان اپنا دفاع نہ کرتے تو کوئی گرجا، یہودی معبد، راہب خانہ اور مسجد محفوظ نہ رہتی، حالانکہ وہاں لوگ صرف اور صرف خدا کا ذکر کرنے، امن پھیلانے اور اپنے دلوں اور ذہنوں سے ہر قسم کی برائی مٹانے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اسلئے حد سے تجاوز کرنے والے کا ہاتھ روکنے کی جو اجازت اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ اگر یہ نہ دی جاتی تو تمام معابد مٹ جاتے اور دنیا کا امن ہی مکمل طور پر تباہ ہوجاتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفاعی جنگ کی اجازت صرف ظلم اور ناانصافی کو ختم کرنے کے لئے دی۔ یہ اجازت ان لوگوں کو روکنے کے لئے دی گئی جو تمام لوگوں کی آزادی اور حقوق سلب کرنا چاہتے تھے۔ یہ اجازت ان لوگوں کو روکنے کے لئے دی گئی جو مذہبی آزادی کی بنیاد کو ہی تباہ کرنے کے درپے تھے اور یہ اجازت صرف اسلام کا دفاع کرنے کے لئے نہیں دی گئی بلکہ تمام مذاہب اور تمام اعتقادات کا تحفظ کرنے کے لئے دی گئی۔ اس آیتِ کریمہ سے ہمیں یہ بھی سیکھنے کو ملتا ہے کہ مساجد اور دیگر مذاہب کی عبادتگاہیں امن کی آماجگاہیں ہیں اور یہ پیار و محبت پھیلانے کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں نہ کہ کسی بھی قسم کی انتہا پسندی اور نفرت پھیلانے کے لئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

پھر سورۃ انفال آیت 62 میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہائی خوبصورت تعلیم نازل فرمائی ہے جو کہ مسلمانوں کو امن وتحفظ قائم کرنے کے حوالہ سے رہنمائی فراہم کرتی ہے یہاں تک کہ حالتِ جنگ میں بھی۔ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارا دشمن امن اور مفاہمت کے لئے ہاتھ پھیلائے تو اسے بغیر توقف کے قبول کرلینا چاہئے اور اسکے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ لہٰذا بجائے اس کے کہ مفاہمت کی پیشکش میں سنجیدہ نہ ہونے کا گمان کیا جائے اور یہ خیال کیا جائے کہ دشمن دھوکہ کر رہا ہے، مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ کرنے کا کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے کہ مسلمانوں کو جہاں بھی ممکن ہو ایک دوسرے سے دوریاں ختم کرنی چاہئیں، حتیٰ کہ ان لوگوں سے بھی جو لامذہب ہیں، خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور اپنے دلوں میں اسلام کے خلاف دشمنی رکھتے ہیں۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ مسلمان دنیا میں ہم آہنگی قائم کرنے کی خاطر امن کے ہر موقع کو مضبوطی سے تھام لیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

مزید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ایک اور ارشاد کے بارے میں مطلع کیا ہے جو قرآنِ کریم کی سورۃ حٰم سجدہ کی آیت نمبر 35 میں درج ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: امن قائم کرنے کی خاطر برائی کا جواب اچھائی اور نیکی کے ذریعہ دیا جائے۔ اس فرمان کے پیچھے جو حکمت کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی نفرت کا جواب محبت سے دے تو کچھ امید ہوتی ہے کہ دشمنی اور تفرقہ کی گہرائی سے دوستی اور اتحاد ابھر آئے۔

یہ کیا ہی خوبصورت تعلیم ہے۔ یقیناً ایسی اَن گنت مثالیں ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امن، مفاہمت، تحفظ اور محبت کی تعلیم لائے ہیں اور میں نے ان میں سے صرف چند ایک پیش کی ہیں۔ یہ ثابت کرتی ہیں کہ اسلام کا خدا، یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے جو اپنی مخلوق کے لئے امن، پیار اور محبت چاہتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

اس لئے وہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی تعلیمات انتہا پسندی یا نفرت پھیلاتی ہیں، انہیں اپنے ذہنوں اور دلوں سے ایسے خدشات اور غلط فہمیاں ہمیشہ کے لئے دور کر لینی چاہئیں۔ آجکل جو ہم احمقانہ قتل وغارت اور فساد دیکھتے ہیں اس کا الزام اسلام یا اسلامی تعلیم پر نہیں پڑتا بلکہ یہ ان نام نہاد مسلمانوں کے اعمال کا نتیجہ ہے جو نفرت اور خودغرضی سے بھرے ہوئے ہیں اور جنہوں نے اپنے ذاتی مفادات کے لئے اسلام کی حقیقی روح کو آلودہ کردیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

آج خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق صرف احمدیہ جماعت ہی ہے جو کہ دنیا کو اسلام کی سچی تعلیم سے منور کررہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال لاکھوں مسلمان اور غیر مسلم افراد احمدیہ مسلم جماعت میں شمولیت اختیار کررہے ہیں۔ وہ صرف خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے اور حقیقی امن اور اطمینان حاصل کرنے کے لئے احمدی مسلمان بن رہے ہیں۔ یہ احمدی ان مایوس لوگوں کی طرح نہیں ہیں جو اپنے جذبات اور ردِعمل کو قابو میں نہیں رکھ سکتے اور جس وجہ سے وہ انتہا پسند گروہوں کا حصہ بن رہے ہیں اور ظالمانہ طریق پر دنیا میں اسلام کا پیارا نام خراب کررہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

آج جب اسلام کو بالکل غلط انداز سے پیش کیا جارہا ہے، ہم احمدی نہ ہمت ہارتے ہیں اور نہ ہی مایوس ہوتے ہیں۔ ہم پختہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہوں گے اور ایک دن دنیا پر اسلام کی حقیقت کا سورج ضرور طلوع ہوگا اور ہر ملک وقوم کے افراد اس کی خوبصورت تعلیمات سمجھیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

ان الفاظ کے ساتھ میں ایک مرتبہ پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی گذارشات ختم کرتا ہوں۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ اپنے وقت سے کچھ نکال کر یہاں میری باتیں سننے کے لئے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل کرے۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب 4 بجکر 45 منٹ تک جاری رہا۔ خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

بینن (مغربی افریقہ) کے شہر کلاوی میں ملک کی سب سے بڑی یونیورسٹی میں تبلیغی پروگرام

(رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہر۔ مبلغ سلسلہ بینن)

بینن کے انڈسٹریل کیپیٹل شہر کوتونو سے جانب شمال 22 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک دوسرا شہر کلاوی کے نام سے موسوم ہے۔ اگرچہ اب یہ کوتونو کے مضافاتی محلّہ کی ہی صورت اختیار کرچکا ہے۔ مگر اپنی پہچان آپ اس لئے بنا ہوا ہے کہ بینن کی سب سے پہلی اور بڑی یونیورسٹی "یونیورسٹی آف ابومے کلاوی" اس شہر میں ہے۔ اس یونیورسٹی کی ابتداء 1970 میں ہوئی اور اب اس کی شاخیں ملک کے دوسرے بڑے شہروں میں بھی تعمیر ہوچکی ہیں جبکہ مین پلاننگ اور کنٹرول اب بھی یہیں کلاوی سے ہوتا ہے۔

اس پروجیکٹ کے تحت 86 ہزار سے زائد طلباء مختلف مضامین میں ڈاکٹریٹ تک کے معیار کو حاصل کرتے ہیں۔ اور صرف کلاوی کی ایک یونیورسٹی کے احاطہ میں 44 ہزار طلباء ہیں۔ علاوہ ازیں اس یونیورسٹی کے تحت لینگوئج کورسز میں بھی ماسٹرز کرنے کی سہولیات میسر ہیں۔ مثلاً عربی، فرانسیسی، انگریزی، جرمن کے باقاعدہ ماسٹرز کے سپیشل کورسز یہاں کروائے جاتے ہیں۔

مکرم شریف عودہ صاحب اور مکرم ڈاکٹر حاتم الحلمی الشافعی صاحب کی بینن آمد پر اس یونیورسٹی میں ایک سیمینار کرنے کا جماعت نے پروگرام بنایا اور مورخہ 29 مئی 2015ء کی شام ساڑھے چھ بجے اس یونیورسٹی کے سب سے بڑے کانفرنس ہال میں جہاں دو ہزار افراد کی گنجائش ہے پوری سجاوٹ کے ساتھ یہ پروگرام کیا گیا۔

پروگرام میں تلاوت کے بعد مکرم شریف عودہ صاحب نے ''عصر حاضر کے مسائل اور ان کا اسلام میں حل'' کے عنوان پر ایک لیکچر دیا۔ آپ نے اپنے لیکچر میں تمام مذاہب کے انحطاط کی وجوہات اور انبیاء کی قوموں میں بگاڑ کی وجوہات کو روشن کرتے ہوئے اسلام میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ ہونے کے باوجود نہ صرف اختلاف امّت بلکہ انحطاط اسلام حتیٰ کہ اسلام کی ناگفتہ بہ حالت اور دنیا کی بدترین صورتحال تک پہنچنا ''یہ کس بات کا الارم ہے۔ اور یہ کیوں ہے'' کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ خدا کے بھیجے ہوئے کا جب کوئی قوم انکار کرتی ہے تو اس وقت یہ صورتحال سامنے آتی ہے۔ اور یہ خدا کی ناراضگی کا الارم ہوتا ہے۔ اور آج بھی خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں آپ کا بطل جلیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے وجود میں بھیجا ہے جو مہدی آخر زماں اور مہدی دوراں ہے۔ جس کو اس بگاڑ کے زمانہ میں خدا نے حکم عدل بنا کر بٹھایا ہے۔ اور وہ انی معین من اراد اعانتک کی خوشخبری دے کر انی مھین من اراد اھانتک کا انذار بھی کرتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی میں بشیراً و نذیراً کے منصب پر فائز رسول بن کر آیا ہے۔ مسیح موسوی عیسیٰ ابن مریم کی وفات کی خبر دیتے ہوئے یہ خود مسیح محمدی ہے۔ جس کا ہاتھ سلطان القلم اور وجود جری اللہ فی حلل الانبیاء کی نوید سے فائز ہے۔ اس کے بارے میں تحقیق کرنا اور اسے ماننا ہر انسان بالخصوص مسلمان کا فرض ہے۔ اور اس کی بیعت سے انکار اور اس کی مخالفت میں برسرپیکار ہونا خدائے قہار کے غضب کو بلاوا دینے والی بات ہے۔ اور آج نام نہاد آئمہ امّت مسلمہ اور بعض دوسرے مذاہب بھی یہی کر رہے ہیں۔ پس فاعتبروا یا اولی الالباب۔

آپ کی تقریر کے بعد مکرم حاتم حلمی شافعی صاحب نے نہایت اختصار کے ساتھ مقام مہدیؑ واضح کیا کہ وہ کیسے زمانہ میں حکم عدل ہوگا۔

اس کے بعد حاضرین سے سوال وجواب کی نشست شروع ہوئی۔ اس نشست میں یونیورسٹی کے عربی ڈیپارٹمنٹ کے بعض سکالرز بھی تھے۔ جنہوں نے خوب سوال کئے۔ مجلس طویل ہوتی جارہی تھی۔ جو ایک گھنٹہ کا وقت تھا وہ اڑھائی گھنٹہ سے بھی تجاوز کرنے لگا۔ حتی کہ یونیورسٹی کی انتظامیہ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے اس دلچسپ محفل کے اختتام کی درخواست کی۔ اس طرح یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

مہمان حضرات کی عربی گفتگو کا فرنچ ترجمہ بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: مجلس انصار اللہ کا قیام ......از صفحہ نمبر 4

مکمل نہیں کرسکتے اور جب تک ہم اپنی اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں کرلیتے اس وقت تک ہم بیرونی دنیا کی اصلاح اور اس کی خرابیوں کے ازالہ کی طرف بھی پوری طرح توجہ نہیں کرسکتے۔"

"سلسلہ کے روحانی بقاء کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی تحریکات جاری کی ہوئی ہیں اور یہ تینوں نہایت ضروری ہیں۔ ان تحریکات کو معمولی نہ سمجھیں۔ اس زمانہ میں ایسے حالات پیدا ہوچکے ہیں کہ یہ بہت ضروری ہیں۔ پرانے زمانہ میں اور بات تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کی ٹریننگ سے ہزاروں استاد پیدا ہوگئے تھے جو خود بخود دوسروں کو دین سکھاتے تھے اور دوسرے شوق سے سیکھتے تھے۔ مگر اب حالات ایسے ہیں کہ جب تک دو دو تین تین آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ نگرانی کا انتظام نہ کیا جائے کام نہیں ہوسکتا۔

ہمیں اپنے اندر ایسی خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں کہ دوسرے ان کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں اور پھر تعداد بھی بڑھانی چاہیئے۔ اگر گلاب کا ایک ہی پھول ہو اور وہ دوسرا پیدا نہ کرسکے تو اس کی خوبصورتی سے دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ فتح تو آئندہ زمانہ میں ہونی ہے اور معلوم نہیں کب ہو لیکن ہمیں کم سے کم اتنا تو اطمینان ہوجانا چاہئے کہ ہم نے اپنے آپ کو ایسی خوبصورتی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کردیا ہے کہ دنیا احمدیت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ **احمدیت کو دنیا میں پھیلا دینا ہمارے اختیار کی بات نہیں۔ لیکن ہم اپنی زندگیوں کا نقشہ ایسا خوبصورت بناسکتے ہیں کہ دنیا کے لوگ بظاہر اس کا اقرار کریں یا نہ کریں مگر ان کے دل احمدیت کی خوبی کے معترف ہوجائیں اور اس کے لئے جماعت کے سب طبقات کی تنظیم نہایت ضروری ہے۔"**

ایک اور موقعہ پر فرمایا:

"عوام سست ہوں تو حُکّام ان پر نگرانی کے لئے موجود ہوتے ہیں اور حُکّام سست ہوں تو عوام ان پر نگرانی کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اسی نکتہ کو مدنظر رکھ کر میں نے جماعت میں خدام خلق اور انصار اللہ دو الگ الگ جماعتیں قائم کیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں ایسا ہوسکتا ہے کہ کبھی "حکومت" کے افراد سست ہوجائیں اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کبھی عوام سست ہوجائیں۔ عوام کی غفلت اور ان کی نیند کو دُور کرنے کے لئے جماعت میں ناظر وغیرہ موجود تھے۔ مگر چونکہ ایسا بھی ہوسکتا تھا کہ کبھی ناظر سست ہوجائیں اور وہ اپنے فرائض کو کما حقہ ادا نہ کریں۔ اس لئے ان کی بیداری کے لئے بھی کوئی نہ کوئی جماعتی نظام ہونا چاہئے تھا جو اُن کی غفلت کو دور کرتا اور اس غفلت کا بدل جماعت کو مہیا کرنے والا ہوتا۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ اسی نظام کی دو کڑیاں ہیں اور ان کو اسی لئے قائم کیا گیا ہے تاکہ وہ نظام کو بیدار رکھنے کا باعث ہوں۔ میں سمجھتا ہوں اگر عوام اور حکام دونوں اپنے اپنے فرائض کو سمجھیں تو جماعتی ترقی کے لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ایک نہایت ہی مفید اور خوشکن لائحہ عمل ہوگا۔ اگر ایک طرف نظارتیں جو نظام کی قائم مقام ہیں عوام کو بیدار کرتی رہیں اور دوسری طرف خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ جو عوام کے قائم مقام ہیں نظام کو بیدار کرتے رہیں تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کسی وقت جماعت کلّی طور پر گر جائے اور اس کا قدم ترقی کی طرف اٹھنے سے رک جائے۔ جب بھی ایک غافل ہوگا دوسرا اسے جگانے کے لئے تیار ہوگا۔ جب بھی ایک سست ہوگا تو دوسرا اسے ہوشیار کرنے کے لئے آگے نکل آئے گا کیونکہ وہ دونوں ایک ایک حصہ کے نمائندہ ہیں"۔

نیز فرمایا:

"انصار اللہ کا وجود اپنی جگہ نہایت ضروری ہے کیونکہ تجربہ جو قیمت رکھتا ہے وہ اپنی ذات میں بہت اہم ہوتی ہے۔ اسی طرح امنگ اور جوش جو قیمت رکھتا ہے وہ اپنی ذات میں بہت اہم ہوتی ہے۔ خدام الاحمدیہ نمائندے ہیں جوش اور امنگ کے اور انصار اللہ نمائندے ہیں تجربہ اور حکمت کے اور جوش اور امنگ اور تجربہ اور حکمت کے بغیر کبھی کوئی قوم کامیاب نہیں ہوسکتی۔"

اسی سلسلہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا:۔

"میری غرض انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم سے یہ ہے کہ عمارت کی چاروں دیواروں کو میں مکمل کردوں۔ ایک دیوار انصار اللہ ہیں۔ دوسری دیوار خدام الاحمدیہ ہیں۔ اور تیسری دیوار اطفال الاحمدیہ ہیں اور چوتھی دیوار لجنات اماء اللہ ہیں۔ اگر یہ چاروں دیواریں ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہوجائیں تو یہ لازمی بات ہے کہ کوئی عمارت کھڑی نہیں ہوسکے گی۔ عمارت اس وقت مکمل ہوتی ہے جب اس کی چاروں دیواریں آپس میں جڑی ہوئی ہوں۔ علیحدہ علیحدہ ہوں تو وہ چار دیواریں ایک دیوار جتنی قیمت بھی نہیں رکھتیں۔ کیونکہ اگر ایک دیوار ہو تو اس کے ساتھ ستون کھڑے کرکے چھت ڈالی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر ہوں تو چاروں دیواریں لیکن چاروں علیحدہ علیحدہ کھڑی ہوں تو ان پر چھت نہیں ڈالی جاسکے گی۔ اور اگر اپنی حماقت کی وجہ سے کوئی شخص چھت ڈالے گا تو وہ گر جائے گی۔ کیونکہ کوئی دیوار کسی طرف ہوگی اور کوئی دیوار کسی طرف۔ ایسی حالت میں ایک دیوار کا ہونا زیادہ مفید ہوتا ہے بجائے اس کے کہ چار دیواریں ہوں اور چاروں علیحدہ علیحدہ ہوں۔

پس خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ دونوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں اپنے آپ کو تفرقہ اور شقاق کا موجب نہیں بنانا چاہئے۔ اگر کسی حصہ میں شقاق پیدا ہوا تو خدا تعالیٰ کے سامنے تو وہ جوابدہ ہوں گے ہی میرے سامنے بھی جوابدہ ہوں گے یا جو بھی امام ہوگا اس کے سامنے انہیں جوابدہ ہونا پڑے گا۔ کیونکہ ہم نے یہ مواقع ثواب حاصل کرنے کے لئے مہیا کئے ہیں، اس لئے مہیا نہیں کئے کہ جماعت کو جو طاقت پہلے سے حاصل ہے اس کو بھی ضائع کردیا جائے۔"

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 70 تا 78۔ مؤلفہ دوست محمد شاہد)

بقیہ: بینن یونیورسٹی میں پروگرام ......از صفحہ 16

اس پروگرام کو بینن کے نیشنل میڈیا اور نیشنل ٹی وی ORTB نے خوب کوریج دی۔ اور بعد میں ان بزرگان اور مکرم امیر صاحب بینن رانا فاروق احمد صاحب کا انٹرویو بھی کیا جسے نیشنل ٹی وی پر نشر کیا گیا۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا کرے اور لوگوں کے دل امام آخر الزمان کو جلد قبول کرکے امن وعافیت کے حصار میں آئیں۔ آمین

URGENTLY REQUIRED

POSITION VACANT IN CENTRAL AIMS DEPARTMENT

1. ORACLE DBA DEVELOPER - Based in London

Full time position for a WAQFE NAU only.

Central AIMS Department in London is looking for an energetic, hardworking team player to work in its international development team.

Knowledge and Experience:

a. Hold a degree in Software Development OR Database Development
b. A practical and working knowledge in Oracle.
c. Preferably few years post graduate experience in back end technology

Key Tasks and Activities:

a. Understanding of database schema and database relational architecture
b. Building a new database in Oracle
c. Understanding user requirements and translating into database tables
d. Work with international team of developers
e. Migration of current DB to Oracle and maintaining and enhancing it.

Personal Skills

a. Self-starter with the ability to work with minimal supervision
b. Ability to efficiently communicate
c. Ability to work under tight deadlines
d. A team player
e. Demonstrate confidence and a structured approach to problem solving

This is an urgent requirement so please apply with your CV and a Covering Letter, attested by your Local Jama'at President

URGENTLY REQUIRED

POSITION VACANT IN CENTRAL AIMS DEPARTMENT

1. PROJECT MANAGER - Based in London

Contract position - 12 Month rolling contract for the duration of the project.
Central AIMS Department in London is looking for an experienced professional to fill this vacancy of a Project Manager which is a senior role responsible for managing a team of developers to work on data migration project.

Knowledge and Experience:

a. Hold a degree in Software Development OR Database Development
b. Preferable working knowledge of Oracle.
c. Experience in managing a team
d. Minimum 10-15 years post graduate experience
e. Experience in leading or playing a pivotal role in change projects/programmes
f. Experience of working on a large scale project and a good understanding of project management methodologies.

Key Tasks and Activities:

a. Documentation of a migration plan
b. Documenting policies for the migration of database
c. Review and monitor migration road map and report to senior management of progress
d. Understanding key deliverables and ensure objectives are translated into targets for the team
e. Manage team performance and ensure targets are met.

Personal Skills

a. Self-starter with the ability to work with minimal supervision
b. Ability to efficiently communicate
c. Ability to work under tight deadlines
d. A team player
e. Demonstrate confidence and a structured approach to problem solving

These are urgent vacancies so please apply with your CV and a Covering Letter, attested by your Local Jama'at President to:
Address:

Mirza Mahmood Ahmad
Central AIMS Department
22 Deer Park Road London, SW19 3TL
Or email: hr@cdcaims.org

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4 جون 2011ء میں حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ ابن روڑا خاں صاحب آف بھاگورائے کا مختصر تعارف شائع ہوا ہے۔

آپؓ نے 4 جون 1891ء کو بیعت کی۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں 232 نمبر پر آپؓ کا نام درج ہے۔

'ازالہ اوہام' میں درج مخلصین، 'آسمانی فیصلہ' میں جلسہ سالانہ 1891ء کے شرکاء، 'آئینہ کمالات اسلام' میں چندہ و جلسہ سالانہ کے ضمن میں، 'تحفہ قیصریہ' میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور 'کتاب البریہ' میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپؓ کا ذکر ہے۔ 1892ء کے جلسہ سالانہ کے مقاصد میں مطبع خانے کا قیام اور ایک اخبار کا اجراء بھی شامل تھا۔ مطبع کے لئے چندہ دینے والوں کی فہرست میں آپؓ نے دو روپیہ سالانہ چندہ لکھوایا تھا۔

محترم شیخ خورشید احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24 مارچ 2011ء میں مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب کے قلم سے سلسلہ احمدیہ کے دیرینہ خادم، صحافی اور مصنف محترم شیخ خورشید احمد صاحب کا ذکرِخیر شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں محترم شیخ صاحب کے مختصر حالاتِ زندگی الفضل انٹرنیشنل 13 مارچ 2015ء کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں شائع ہوچکے ہیں۔ ذیل میں اُس مضمون سے اضافی امور پیش ہیں۔

محترم شیخ خورشید احمد صاحب 1920ء کے لگ بھگ لاہور میں محترم شیخ سلامت علی صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ محترمہ حبیب النساء صاحبہ 1927ء میں مختصر سی علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ مرحومہ حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب سابق امام مسجد فضل لندن کی بیٹی تھیں۔ شیخ صاحب اکلوتی اولاد تھے جو 8 سال کی عمر میں یتیم ہوگئے۔ آپ کی والدہ مدرسۃ الخواتین کی ایک ہونہار طالبہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کو تقریر و تحریر کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اس یتیم بچے کو علم و ادب کا میلان والدہ سے ورثے میں ملا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک کرنے کے بعد آپ نے ادیب عالم اور ادیب فاضل کے امتحانات پاس کئے اور پھر الفضل میں مضامین لکھنے شروع کردیئے۔ آپ کے اندازِ تحریر اور دلائل سے متأثر ہوکر حضرت مصلح موعودؓ نے ایک تقریر اور پھر خطبہ جمعہ میں ان مضامین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''ابھی ایک بچہ اُن کے رَدّ میں مضامین لکھ رہا ہے جس کا نام خورشید احمد ہے۔ وہ اس وقت لاہور میں رہتا ہے۔ اس کے مضامین ایسے اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں پہلے میں سمجھتا تھا کہ کوئی بڑی عمر کا آدمی ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خانصاحب فرزند علی صاحب کا نواسہ ہے اور سترہ اٹھارہ سال کی عمر کا ہے۔''

غالباً 63-1962ء میں محترم شیخ صاحب دو ماہ کی رخصت پر تشریف لے گئے۔ مَیں (مضمون نگار) اُن دنوں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سٹاف میں تھا۔ مجھے یہ حکم ملا کہ شیخ صاحب کی عدم موجودگی میں ان کی قائمقامی کے لئے الفضل کے دفتر میں رپورٹ کروں۔ محترم روشن دین تنویر صاحب سے ان چند دنوں کی رفاقت عظیم علمی نعمت ثابت ہوئی۔ وہ بڑے تجربہ کار، کہنہ مشق اور زندہ دل صحافی تھے۔ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ وہ علّامہ اقبال کے ہم وطن اور اُن کے ملنے والوں میں شامل تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اقبال حضرت مسیح موعود کی فارسی شاعری کے بہت بڑے مداح تھے۔ ایک بار بتایا کہ مولانا کوثر نیازی نے اُنہیں ایک عریضہ لکھا تھا کہ وہ احمدیت کے بارہ میں ریسرچ کرنا چاہتے ہیں، اس حوالہ سے راہنمائی کی جائے۔ آپ نے نیازی صاحب کو لکھا کہ بہت نیک ارادہ ہے اگر تعصب سے بالا ہوکر تحقیق کریں گے تو لازماً حق آشکار ہوجائے گا۔ آپ نے اپنا تجربہ بھی بیان کیا کہ کس طرح احمدیت کے بارہ میں تحقیق قبولِ حق کا باعث بنی۔ آپ نے جواب کے ساتھ مولانا صاحب کو چند کتب بھی بھجوائیں جن میں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' شامل تھی۔ اس واقعہ کے کئی سال بعد مولانا کوثر نیازی صاحب وزیر مذہبی امور رہے۔

محترم شیخ صاحب پر الفضل کے علاوہ بعض جرائد مثلاً ''تشحیذ الاذہان'' اور ''مصباح'' کی ادارت کی ذمہ داری بھی عائد رہی۔ تین کتب بھی تصنیف کیں لیکن ان مصروفیات کے باوجود آپ کا ایک مستقل کام ڈائری لکھنا تھا۔ آپ نے 72 سال تک اپنی باقاعدہ ڈائری لکھی۔

آپ مرنجاں مرنج، کم گو اور بےضرر وجود تھے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ''دل بدست آور کہ حج اکبر است'' کہ انسان کم ازکم ایسا تو ہو کہ اگر دوسروں کی دلداری نہیں کرسکتا تو کسی کی دل آزاری بھی نہ کرے۔

محترم شیخ صاحب پنجوقتہ نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کرتے۔ آپ 1942ء میں نظامِ وصیت میں شامل ہوئے۔ 2005ء میں عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

میں چندسال تک ''تشحیذ الاذہان'' کا نائب ایڈیٹر رہا۔ جب کبھی کاغذات یا مسودات لے کر حاضر ہوتا تو وہی گرمجوشی اور مسکراہٹ۔ مختصر سی دو چار باتیں۔

آپ 91 برس کی عمر میں وداع ہوئے۔ آخری ایام میں بھی بقائمی ہوش وحواس بچوں سے باتیں کرتے رہے۔ حسبِ معمول نصائح سے نوازا اور اُنہیں بتایا کہ اب مولیٰ کریم کے حضور حاضر ہونے کا وقت آگیا ہے اور یہ بھی کہ وہ خوش وخرم اور مطمئن ومسرور اپنے ربّ کے حضور حاضر ہونے کے لئے تیار ہیں۔ الغرض انہوں نے نفسِ مطمئنہ کی کیفیت میں جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔

مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2 جون 2011ء میں مکرمہ ا۔م صاحبہ کے قلم سے اُن کی والدہ محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ کا ذکرِخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت محمد بخش چوہان صاحبؓ خسوف وکسوف کا نشان دیکھ کر احمدی ہوئے تھے۔ اُن کے تیسرے اور سب سے چھوٹے بیٹے حضرت مہراللہ صاحبؓ بھی نہایت نیک، تہجد گزار اور دعا گو انسان تھے۔ وہ بیان کیا کرتے تھے کہ میرے ابا جان فارسی کے عالم تھے۔ سات سال کی عمر میں ایک بار انہوں نے مجھے نیند سے جگا کر کہا 'مہراللہ! اٹھو، چاند گرہن ہوا ہے اب کہیں نہ کہیں سے امام مہدی کی آواز آجانی ہے۔'

حضرت مہراللہ صاحبؓ ریلوے میں انسپکٹر تھے۔ آپ کی نیک نامی کی وجہ سے آپ کو لمبا عرصہ بعد از ریٹائرمنٹ بھی ملازمت جاری رکھنے کا موقع ملتا رہا۔ بہت سے لوگوں نے آپ کا نمونہ دیکھ کر احمدیت قبول کی۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل ایک خواب کے نتیجہ میں آپؓ نے اپنی چیزیں تقسیم کرکے اور کچھ فروخت کرکے چھوٹی بیٹی کے پاس ربوہ میں سکونت اختیار کرلی اور چند ماہ بعد وہیں وفات پاکر بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مہراللہ صاحبؓ اپنے گھر میں بڑی بیٹی تھیں اور نیک نمونہ والد سے ورثہ میں لیا تھا۔ نہایت صابر اور دعا گو تھیں۔ آپ کے بزرگوں نے جب دیکھا کہ قادیان میں بچیوں کو بھی تعلیم دی جاتی ہے تو وہ بھی قادیان منتقل ہوگئے اور آمنہ بیگم صاحبہ کو سکول میں داخل کروادیا۔ پھر پرائمری پاس کرنے کے بعد شادی ہوگئی تاہم تعلیم کا شوق اس قدر تھا کہ شادی کے بعد چھٹی کلاس میں داخل ہوگئیں لیکن پھر بچوں کی وجہ سے تعلیم جاری نہ رہ سکی۔ البتہ وہاں قرآن کریم باترجمہ بھی پڑھ لیا جو پھر اپنے بچوں کو بھی پڑھایا۔

آپ قادیان سے بیاہ کر گاؤں گل منج آئیں۔ بہت سلیقہ شعار اور ہنرمند تھیں۔ سب کام خود کرلیتی تھیں۔ کھانا بنانا، تندور میں روٹی لگانا، ازار بند بنانا، سویٹر بُننا اور سلائی کڑھائی کی ماہر تھیں۔ دوسروں کو بھی سکھایا۔ خوشبو بہت پسند تھی۔ نمازوں کی پابند بلکہ تہجد گزار اور اشراق بھی باقاعدہ پڑھتیں۔ نماز کے لئے کپڑے الگ رکھتیں۔ لجنہ کے کاموں میں مستعد تھیں۔ بہت دعا گو اور صدقہ اور نوافل ادا کرنے والی تھیں۔ اپنے خاوند کے کہنے پر مختلف کاموں کے لئے استخارہ کرتیں اور عموماً اگلے ہی روز بتا دیا کرتی تھیں۔ کسی بھی قسم کا معاملہ ہوتا ہمیشہ دعا پر ہی زور دیتیں۔

ایک مرتبہ ایک ہمسائی کے طلائی کانٹے گم ہوگئے۔ اس نے آپ کے دو چھوٹے بیٹوں پر شک کیا۔ اس پر آپ نے دعا کرنی شروع کی تو خواب آئی کہ کوئی شخص کہتا ہے نہ تو تمہارے بچوں نے چوری کی ہے اور نہ اس عورت کے بچوں نے۔ آپ نے پوچھا کہ پھر کذّاب کون ہے؟ اس پر آٹھ دس سال کی بچی دکھائی گئی جو اُس عورت نے گھر میں رکھی ہوئی تھی۔ بعد میں اُسی لڑکی سے کانٹے مل گئے۔

آپ اپنے خاوند کی ملازمت کی وجہ سے کئی مقامات پر اُن کے ساتھ رہیں۔ تاہم ایک خواب اور قادیان کے نیک اثر کی وجہ سے اپنے خاوند کو مجبور کیا کہ بڑے بیٹے کو قادیان میں تعلیم دلوائیں۔ آپ نے بتایا کہ جب مَیں قادیان میں پڑھتی تھی تو وہاں ایک بچے نے کافی بڑی رقم ملنے پر اپنے استاد کو پہنچادی تھی۔ اس پر آپ کے خاوند نے بتایا کہ وہ بچہ مَیں ہی تھا اور وہ چالیس روپے تھے جو غالباً کسی استاد کی مہینہ بھر کی تنخواہ تھی۔

محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ نے اپنے سُسر کی بہت خدمت کی اور دعائیں لیں۔ وہ ہمیشہ آپ کو سات بیٹوں کی ماں بننے کی دعا دیتے۔ خداتعالیٰ نے یہ دعا قبول کی اور آپ کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے۔ دو بیٹے بچپن میں وفات پاگئے جس پر آپ نے بہت صبر کا نمونہ دکھایا۔ صبر کا ملکہ آپ کو خاص طور پر دیا گیا تھا۔ بہت تنگی کا زمانہ بھی صبر سے گزارا۔ لمبے عرصہ تک گھر میں صرف چنے کی دال پکتی رہی اور آپ خود اچار کے ساتھ روزہ رکھ لیتیں۔ جولائی 1980ء میں وفات پائی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

''برفیلی دھوپ''

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے ماہنامہ ''انصارالدین'' برائے جنوری۔ فروری 2011ء میں فرخ سلطان محمود کے قلم سے مکرم طفیل عامرؔ صاحب کے کلام ''برفیلی دھوپ'' پر تبصرہ شائع ہوا ہے۔

مختصر بحر میں مکرم طفیل عامرؔ صاحب کا آسان انداز، سادہ زبان اور بےساختہ پن تو متاثرکُن ہے ہی لیکن مضمون کی گہرائی اور وسعت بھی چونکا دینے والی ہے۔ نیز آپ کا اپنی بات کو کہنے کا انداز جارحانہ نہیں ہے بلکہ ایک گزارش اور درخواست کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ کتاب کا انتساب ہر اُس وجود کے نام ہے جس نے مصائب اور مشکلات میں صبر اور شکر سے کام لیا۔

اِس مجموعۂ کلام کی چند خوبصورت غزلوں کے منتخب اشعار ہدیۂ قارئین ہیں:

اپنے وطن میں زندگی یوں کر رہے ہیں لوگ
ڈر ڈر کے پاؤں مسجدوں میں دھر رہے ہیں لوگ
کیا دیدنی ہے بےبسی ، کوئی کرے تو کیا
کہ موت کے بغیر اب تو مر رہے ہیں لوگ

ہاتھوں کو نہ ملتے رہیے
سیدھی راہ پہ چلتے رہیے
اَوروں کو بھی جینے دیجیے
خود بھی پھولتے پھلتے رہیے

سوال تو معقول تھے نہ جانے پھر بھی کیوں
ملے تو تلخ تھے بہت جواب زندگی کے

پھیلا کے تھکے ہاتھ ، یہ لب سُوکھ چلے ہیں
ہوتا ہے دُعا میں جو اثر مانگ رہے ہیں
ویسے تو کٹھن ہوتی ہے ہر ایک مسافت
ہے ساتھ جو تیرا تو سفر مانگ رہے ہیں

کب ایسا ہوا غیر کی دشنام پہ روئے
آیا جو ترا نام تو ہم نام پہ روئے

سوائے اشکِ ندامت بصد وفا خیزی
نہیں سُنا کبھی ٹل جاتے ہوں عذاب کے دن
تمہارے دل کو جو لگتی تو جان لیتے تم
کہ کتنے کرب سے کٹتے ہیں اضطراب کے دن

آج سے نہ کل پرسوں سے
حال یہی ہے برسوں سے
دل تو خون ہی روئے گا
واسطہ ہے بےترسوں سے
آس لگائے بیٹھے تھے
عامرؔ تم تو عرصوں سے

عشق ہو اپنی ذات تو پھر
اس میں کیوں کر مات بھی ہو
دستِ دُعا کے ساتھ عامرؔ
آنکھوں سے برسات بھی ہو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
August 14, 2015 – August 20, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday August 14, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 35-41 with Urdu translation.
00:35 Dars-e-Malfoozat
00:55 Yassarnal Quran: Lesson no. 07.
01:15 Opening Ceremony Address At Khadeeja Mosque: Recorded on October 16, 2008.
02:00 Spanish Service: Programme no, 11.
02:50 Pushto Muzakarah
03:40 Tarjamatul Quran Class: Surah Al Baqarah, verses 42-54. Class No. 7. Rec. August 12, 1994.
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 128.
06:00 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 42-51 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 08.
07:10 Huzoor's Visit To India: Recorded on November 24, 2008.
07:35 Dua-e-Mustaja'ab: A programme about the acceptance of the prayers of the companions of the Promised Messiah (as).
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on August 8, 2015.
09:55 Indonesian Service
10:55 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30 Live Transmission From Baitul Futuh
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Transmission From Baitul Futuh
13:35 Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 27-33 and verses 34-41.
13:50 Seerat-un-Nabi: An Urdu discussion about the honesty and high morals of the Holy Prophet (saw).
14:35 Shotter Shondhane: Recorded on November 25, 2011.
15:20 Dua-e-Mustaja'ab: Programme no. 42.
15:45 Discover Alaska
16:20 Friday Sermon: Recorded on August 14, 2015.
17:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 8.
18:00 World News
18:20 Huzoor's Visit To India [R]
19:00 Hajj Aur Us Kay Masa'il
19:30 Discover Alaska
20:00 Dars-e-Malfoozat [R]
20:25 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday August 15, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat [R]
00:35 Yassarnal Quran [R]
01:20 Huzoor's Visit To India [R]
01:45 Dua-e-Mustaja'ab [R]
02:10 Friday Sermon [R]
03:20 Rah-e-Huda [R]
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 133.
06:00 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 52-59.
06:10 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as) about the need of an Imam.
06:45 Al-Tarteel: Lesson no. 49.
07:15 Jalsa Salana UK Address: Rec. July 25, 2008.
08:15 International Jama'at News
09:00 Urdu Question And Answer Session: Recorded on October 21, 1995. Part 2.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on August 14, 2015.
12:15 Tilawat: Surah Al-Maa'idah verses 42-44 and verses 45-48.
12:30 Al-Tarteel: Lesson no. 50.
13:00 Intekhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 High Achievers Award
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:25 Jalsa Salana UK Address [R]
19:30 Faith Mattes: Programme no. 175.
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda [R]
22:30 Story Time: Programme no. 52.
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday August 16, 2015

00:10 World News
00:25 Tilawat [R]
00:35 In His Own Words [R]
01:05 Al-Tarteel [R]
01:40 Jalsa Salana UK Address [R]
02:45 Friday Sermon [R]
04:00 High Achievers Award [R]
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 134.
06:00 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 60-70.
06:10 Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Programme no. 03.
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 08.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Class Lajna And Nasirat: Recorded on June 08, 2014.
08:15 Faith Matters: Programme no. 175.
09:15 Question And Answer Session: Recorded on July 28, 1984.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on May 30, 2014.
12:15 Tilawat: Surah Al-Maa'idah verses 49-52 and verses 53-58.
12:30 Yassarnal Quran [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 14, 2015.
14:10 Shotter Shondhane: Rec. November 25, 2011.
15:00 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Class Lajna And Nasirat [R]
16:35 Kids Time: Programme no. 33.
17:20 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Class Lajna And Nasirat [R]
19:30 Live Beacon Of Truth
20:40 The Holy Ka'abah
21:05 Open Forum
22:00 Friday Sermon: Recorded on August 14, 2015.
23:10 Question And Answer Session: Recorded on July 28, 1984.

Monday August 17, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Al-A'raaf, 60-70.
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein [R]
00:55 Yassarnal Quran [R]
01:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Class Lajna And Nasirat [R]
02:35 The Holy Ka'abah [R]
03:00 Friday Sermon: Recorded on August 14, 2015.
04:15 Open Forum
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 135.
06:00 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 71-78.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:25 AL-Tarteel: Lesson no. 50.
07:00 Peace Symposium Address: Recorded on March 14, 2015.
08:05 International Jama'at News
08:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A studio sitting of French speaking friends with Khalifatul-Masih IV (ra) in French and English. Session no. 4. Recorded on September 05, 1997.
10:05 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on March 20, 2015.
11:05 Jalsa Salana Qadian Speeches
12:00 Tilawat: Surah Al-Maa'idah verses 59-65 and verses 66-70.
12:15 Dars-e-Malfoozat [R]
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Rec. September 25, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Jalsa Salana Qadian Speeches [R]
15:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on August 15, 2015.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:25 Peace Symposium Address [R]
19:30 Somali Service: Programme no. 02.
20:05 History Of Jalsa Salana
20:40 Rah-e-Huda [R]
22:15 Friday Sermon [R]
23:20 Jalsa Salana Qadian Speeches [R]

Tuesday August 18, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 71-78.
00:35 Dars-e-Malfoozat [R]
00:45 Al-Tarteel [R]
01:20 Peace Symposium Address [R]
02:25 Kids Time [R]
03:00 Friday Sermon [R]
04:00 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
04:15 Islami Mahino Ka Ta'aruf
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 105.
06:00 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 79-88.
06:15 In His Own Words
06:40 Yassarnal Quran: Lesson no. 09.
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Class Lajna And Nasirat: Recorded on June 08, 2014.
08:20 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 18.
08:40 Australian Service
09:10 Question And Answer Session: Recorded on July 15, 1984.
10:05 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on August 14, 2015.
12:15 Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 71-77 and verses 78-83.
12:30 Yassarnal Quran [R]
13:00 Faith Matters: Programme no. 175.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service: Programme no. 03.
15:40 Aao Urdu Seekhain
16:00 In His Own Words [R]
16:45 Safar-e-Hajj
17:25 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Class Lajna And Nasirat [R]
19:35 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on August 14, 2015.
20:35 Aao Urdu Seekhain [R]
21:00 Australian Service [R]
21:30 Persecution Of Ahmadis
22:00 Faith Matters [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday August 19, 2015

00:00 World News
00:15 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 79-88.
00:25 In His Own Words [R]
00:55 Yassarnal Quran [R]
01:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Class Lajna And Nasirat [R]
02:50 Aao Urdu Seekhain [R]
03:05 Story Time [R]
03:30 Noor-e-Mustafwi
03:45 Safar-e-Hajj [R]
04:15 Persecution Of Ahmadis [R]
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 130.
06:00 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 89-97.
06:15 Moshaa'irah
07:10 Al-Tarteel: Lesson no. 50.
07:45 Jalsa Salana UK Address: Rec. July 26, 2008.
09:00 Urdu Question And Answer Session: Recorded on October 21, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on August 14, 2015.
12:05 Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 84-95.
12:30 Al-Tarteel: Lesson no. 50.
13:00 Friday Sermon: Recorded on October 30, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:45 Kids Time: Programme no. 33.
16:20 Faith Matters: Programme no. 174.
17:15 Al-Tarteel [R]
17:50 World News
18:15 Jalsa Salana UK Address [R]
19:30 Horizons d'Islam
20:35 Deeni-o-Fiqahi Masail
21:10 Moshaa'irah
22:05 Friday Sermon: Recorded on October 30, 2009.
23:00 Intikhab-e-Sukhan: Rec. July 25, 2015.

Thursday August 20, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 89-97.
00:40 Al-Tarteel [R]
01:15 Jalsa Salana UK Address [R]
02:20 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
02:55 Moshaa'irah [R]
03:55 Faith Matters [R]
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 134.
06:05 Tilawat: Surah Al-A'raaf verses 98-112.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 09.
07:05 Huzoor's Tour To India: Rec. November 26, 2008.
08:10 Beacon Of Truth: Recorded on May 31, 2015.
09:15 Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Baqarah, verses 55-60 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Recorded on August 17, 1994.
10:30 Indonesian Service
11:35 Japanese Service: Programme no. 20.
11:50 Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 96-106.
12:05 Dars-e-Malfoozat [R]
12:25 Yassarnal Quran [R]
13:00 Beacon Of Truth: Recorded on May 31, 2015.
14:00 Friday Sermon: Recorded on July 31, 2015.
15:20 History Of Jalsa Salana
15:55 Persian Service: Programme no. 31.
16:25 Tarjamatul Quran Class [R]
17:35 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Huzoor's Tour To India [R]
19:20 German Service
20:40 Faith Matters: Programme no, 174.
21:50 Tarjamatul Quran Class [R]
23:05 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 Friday 14 August, 2015 Issue No. 33

2005 - 2004ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے بے انتہا فضلوں کا ایمان افروز تذکرہ

2005 - 2004ء میں تین نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔کل 181 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔1984ء سے اب تک جماعت کو13776 مساجد عطا ہوئیں۔اس سال 189 تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا۔امسال ازبک اور کریول میں قرآن کریم کے تراجم کی طباعت کے ساتھ تراجم قرآن کریم کی تعداد60 ہوگئی۔مختلف زبانوں میں کثیر تعداد میں لٹریچر کی اشاعت۔نمائشوں، بکسٹالز اور بک فیئرز کے ذریعہ لاکھوں افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ریڈیو، ٹی وی پروگراموں اور ویب سائٹ کے ذریعہ اسلام احمدیت کے پیغام کی وسیع پیمانے پر تشہیر۔افریقہ میں 37 ہسپتال اور 465 سکول بنی نوع انسان کی بہبود کے کاموں میں مصروف ہیں۔ایک سال کے اندر 16148 نئے موصیان کی درخواستیں مرکز میں پہنچ چکی ہیں۔اسلام آباد، ٹلفورڈ سے چند میل کے فاصلے پر208 ایکڑ زمین کی خرید۔ایم ٹی اے، وقف نو، طاہر فاؤنڈیشن اور مختلف شعبہ جات اور اداروں کی کارکردگی اور دوران سال بارش کے قطروں کی طرح نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے پناہ افضال کا ایمان افروز تذکرہ

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 39ویں جلسہ سالانہ منعقدہ Rushmoor Arena Aldershot کے موقع پر 30 جولائی 2005ء کو بعد دوپہر کے اجلاس میں

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور خطاب

دوسری وآخری قسط

نئی کتب کی طباعت

دورانِ سال جو نئی کتب طبع ہوئی ہیں ان کا مختصر تعارف۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کو علیحدہ طبع کروانے کے پروگرام کے تحت دوسری کتاب ''اَلْاِسْتِفْتَاء'' بھی شائع ہوگئی ہے۔الحمدللہ۔اِس میں ربوہ میں سید عبدالحیٔ شاہ صاحب کی نگرانی میں کمیٹی نے کام کیا ہے۔ رسالہ الوصیت کو نئے سرے سے ترجمہ کر کے شائع کیا گیا ہے۔ ہمارے یہاں عربی ڈیسک کے مجید عامر صاحب، طاہر ندیم صاحب نے کام کیا ہے۔تفسیر کبیر کے عربی زبان میں ترجمہ کی پہلی 4 جلدیں شائع ہوئی ہیں۔ پانچویں جلد اب شائع ہو چکی ہے۔ اس کا ترجمہ مومن طاہر صاحب نے کیا ہے۔[حضور نے سٹیج پر موجود نئی مطبوعہ کتب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:] یہاں جو بھی کتب پڑی ہیں یہ ساری اِس سال کی شائع شدہ ہیں اور بک سٹال میں بھی دستیاب ہیں۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتاب ''دیباچہ تفسیر القرآن'' سے لے کر "Life of Muhammad" جو انگریزی میں شائع کیا تھا اس کا عربی ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ ایک عربی مصری دوست ہیں فتحی عبدالسلام صاحب انہوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

پھر وائٹ پیپر (White Paper) کا جواب جو تھا حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطبات کا مجموعہ ''زَھَقَ الْبَاطِلُ'' وہ بھی شائع کیا گیا ہے۔اس کا عربی ترجمہ بھی مجید عامر صاحب نے کیا ہے۔

"Christianity: A journey from Facts to Fiction" کا عربی زبان میں ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ یہ منیر ادلبی صاحب نے عربی زبان میں کیا ہے۔

پھر چند ماہ قبل کبابیر کے ایک دوست ابراہیم اسعد عودہ صاحب کا ''الأزھر'' کے مفتی کے ساتھ رابطہ ہوا تھا۔ جماعت کے عقائد اور تعلیمات کے بارہ میں گفتگو ہوئی تھی تو ان کو اس کے بعد جماعت کے تعارف اور عقائد اور تعلیمات پر مشتمل ایک دستاویز بھیجی گئی تھی اور بھی بہت ساری کتابیں تھیں۔تو یہ جو کتاب بھیجی گئی تھی، ''اَلْجَمَاعَةُ الْاَحْمَدِیَّةُ الْاِسْلَامِیَّةُ'' کے عنوان سے یہ کتاب بھی شائع کردی گئی ہے۔ یہ بھی جماعت کے تعارف میں عربی لٹریچر میں ایک اضافہ ہے۔

''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ اَلْمَفْھُوْمُ الْحَقِیْقِیُ'' یہ بھی حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا خطاب تھا۔اس کا بھی عربی ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔

''مَرْیَمْ۔تَکْسِرُالصَّلِیْب'' حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ سورة مریم کی تفسیر کے اس حصہ کا عربی ترجمہ شائع کیا گیا ہے جس میں عیسائیت کا ردّ ہے۔

"Essence of Islam" کی تیسری جلد انگریزی میں شائع کی گئی ہے۔ اِس سے قبل دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور ارشادات ہیں۔ اس جلد میں جو مضامین ہیں وہ انسان کی طبعی اور اخلاقی حالتیں، ایمان ، یقین اور معرفت، جذب وسلوک، مسیح ناصری، اسلام میں نبوت، یاجوج ماجوج، عورت، پردہ، تربیت اولاد، وغیرہ مضمون ہیں۔ یہ ترجمہ حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا تھا جو آپ کی وفات کے بعد دستیاب ہوا اور پھر اس کے بعد دوبارہ اس کی revision ہوئی۔اب سعید احمد صاحب ہیں امریکہ کے اُن کی ٹیم نے اس پر کام کیا ہے۔ باقاعدہ کافی عرصے سے اِس پر کام ہو رہا تھا۔اسی طرح چودھری محمد علی صاحب جو وکیل التصنیف ہیں انہوں نے اس پر کافی کام کیا۔ اب اللہ کے فضل سے یہ شائع ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کو اَجر سے نوازے۔

''نظامِ نَو'' حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا لیکچر ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ New World Order کے نام سے چھپا ہوا تھا۔اس کو اب دوبارہ نئے سرے سے شائع کیا گیا ہے۔ نیا ترجمہ نہیں ہے۔

''نشانِ آسمانی'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ہے۔اس کا انگریزی ترجمہ کیا گیا ہے اور چھپ گئی ہے۔اکرم غوری صاحب مرحوم نے ترجمہ کیا تھا۔ بعد میں اِس کی نظر ثانی افتخار ایاز صاحب اور عشرت شیخ صاحبہ نے کی ہے۔

''اسلام اور عصرِ حاضر کے مسائل اور اُن کا حل'' حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی میں لیکچر "Islam's Response to Contemporary Issues" کا اردو ترجمہ ہے۔ چودھری محمد علی صاحب اور ان کی ٹیم نے کیا ہے۔ محمود اشرف صاحب بھی ان کے ساتھ تھے۔

''بابی اور بہائی مذہب'' انگریزی میں یہ کتاب بہت عرصہ پہلے چھپی تھی۔ازسرِنو ٹائپ (type) کرکے چھپوایا گیا ہے۔

اِسی طرح بچوں کے لیے انگریزی میں حضرت نوح علیہ السلام کے حالات پر مشتمل چھوٹی سی ایک کتاب چلڈرن کمیٹی نے شائع کی ہے۔اِسی طرح بچوں کی آٹھ اَور چھوٹی چھوٹی سی ابتدائی کتابیں اور پوسٹرز بھی ہیں جو چودھری رشید صاحب اور ان کے بیٹے فرید احمد صاحب نے بچوں کے لئے تیار کی ہیں اور بڑی اچھی ہیں۔

''ہومیوپیتھی'' جو حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایم ٹی اے پر نشر کیے گئے لیکچرز کی کتاب اُردو میں شائع کر دی گئی تھی۔ لیکن انگریزی دان طبقہ جو اُردو نہیں پڑھ سکتا اُن کا مطالبہ تھا کہ ہمیں انگریزی میں دی جائے۔ ایسٹ افریقہ کے دورہ کے دوران بھی مجھے کینیا میں بعض سکھ اور دوسرے لوگ جو دلچسپی رکھتے تھے اُنہوں نے کہا کہ ہم پوچھ پوچھ کے مبلغین سے نوٹس تو بنا لیتے ہیں لیکن ہمیں یہ کتاب انگریزی میں چاہیے۔تو چونکہ ترجمہ ہو چکا تھا مَیں نے اُن کو بتایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ جولائی تک آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کتاب بھی چھپ گئی ہے۔ ہومیوپیتھی کا انگریزی میں ترجمہ ہوگیا ہے۔ اس کا ترجمہ ڈاکٹر امتیاز صاحب آف امریکہ نے کیا ہے۔ پھر ڈاکٹر مجیب الحق صاحب نے بھی اِس میں مدد کی ہے۔ پھر ہومیوپیتھی کے لحاظ سے ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب نے بھی نظر ثانی کی ہے اور منیر شمس صاحب کی ٹیم نے پروف ریڈنگ وغیرہ کی ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔

انگلستان کی جماعت نے نوجوانوں کے لیے دو مختلف مضامین کتابی صورت میں شائع کروائے ہیں۔ان میں سے ایک ہے کہ "Taking drugs and alcohol abuse" اور دوسری ہے: "Dangers of Internet"۔

پھر ''اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت'' کے موضوع پر جو حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ کی جلسہ سالانہ کی ایک تقریر تھی اس کا انگریزی ترجمہ کروایا گیا ہے۔

اِس کے علاوہ مکرم مرزا حنیف احمد صاحب نے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں